﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 24/جون 2005ء | شمارہ 25

16/جمادی الاوّل 1426 ہجری قمری ۞ 24/احسان 1384 ہجری شمسی

وحدت کوتوڑنے والے کی بات نہ مانو

حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الأماره باب حکم من فرق حدیث نمبر 3443)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوۃ والسلام﴾

تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ عقیدہ ہے۔توریت میں اس تعلیم کا کوئی نشان نہیں ملتا

’’اِس وقت تین قومیں یہود، مسلمان اور عیسائی موجود ہیں۔ان میں سے یہود اور مسلمان بالاتفاق توحید پر ایمان لاتے ہیں،لیکن عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔اب ہم عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی تثلیث کی تعلیم حق تھی اور نجات کا یہی اصل ذریعہ تھا تو پھر کیا اندھیر مچا ہوا ہے کہ توریت میں اس تعلیم کا کوئی نشان نہیں ملتا۔یہودیوں کے اظہار لے کر دیکھ لو۔اس کے سوا ایک اور امر قابلِ غور ہے کہ یہودیوں کے مختلف فرقے ہیں اور بہت سی باتوں میں اُن میں باہم اختلاف ہے،لیکن توحید کے اقرار میں ذرا بھی اختلاف نہیں۔اگر تثلیث واقعی مدارِ نجات تھی تو کیا سارے کے سارے فرقے ہی اس کو فراموش کر دیتے اور ایک آدھ فرقہ بھی اس پر قائم نہ رہتا۔کیا یہ تعجب خیز امر نہ ہوگا کہ ایک عظیم الشان قوم جس میں ہزاروں ہزار فاضل ہر زمانہ میں موجود رہے اور برابر مسیح علیہ السلام کے وقت تک جن میں نبی آتے رہے،ان کو ایسی تعلیم سے بالکل بے خبری ہو جاوے جو موسیٰ علیہ السلام کی معرفت انہیں ملی ہو اور مدار نجات بھی وہی ہو۔یہ بالکل خلاف قیاس اور بیہودہ بات ہے۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ عقیدہ ہے۔نبیوں کے صحیفوں میں اس کا کوئی پتہ نہیں،اور ہونا بھی نہیں چاہئے،کیونکہ یہ حق کے خلاف ہے۔پس یہودیوں میں توحید پر اتفاق ہونا اور تثلیث پر کسی کا بھی قائم نہ ہونا صریح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ باطل ہے؛ حالانکہ خود عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں بھی تثلیث کے متعلق ہمیشہ سے اختلاف چلا آتا ہے اور یونی ٹیرین فرقہ اب تک موجود ہے۔میں نے ایک یہودی سے دریافت کیا تھا کہ توریت میں کہیں تثلیث کا بھی ذکر ہے اور یا تمہارے تعامل میں کہیں اس کا بھی پتہ لگتا ہے۔اس نے صاف اقرار کیا کہ ہرگز نہیں۔ہماری توحید وہی ہے جو قرآن مجید میں ہے اور کوئی فرقہ ہمارا تثلیث کا قائل نہیں۔اس نے یہ کہا کہ اگر تثلیث پر مدار نجات ہوتا تو ہمیں جو توریت کے حُکموں کو چوکھٹوں اور آستینوں پر لکھنے کا حکم تھا،کہیں تثلیث کے لکھنے کا بھی ہوتا۔

پھر دوسری دلیل اِس کے ابطال پر یہ ہے کہ باطنی شریعت میں اس کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہے۔باطنی شریعت بجائے خود توحید چاہتی ہے۔پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابوں میں اعتراف کرلیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے جزیرہ میں رہتا ہو جہاں تثلیث نہیں پہنچی اس سے توحید ہی کا مطالبہ ہوگا،نہ تثلیث کا۔پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے، نہ تثلیث کو۔کیونکہ تثلیث اگر فطرت میں ہوتی تو سوال اس کا ہونا چاہئے تھا۔

پھر تیسری دلیل اس کے ابطال پر یہ ہے کہ جس قدر عناصر خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں،وہ سب کُروی ہیں۔پانی کا قطرہ دیکھو۔اجرام سماوی کو دیکھو۔زمین کو دیکھو۔یہ اس لئے کہ کُرویّت میں ایک وحدت ہوتی ہے۔پس اگر خدا میں تثلیث تھی تو چاہئے تھا کہ مثلث نما اشیاء ہوتیں۔ان سب باتوں کے علاوہ بارِ ثبوت مدعی کے ذمہ ہے جو تثلیث کا قائل ہے۔اُس کا فرض ہے کہ وہ اس کے دلائل دے۔ہم جو کچھ توحید کے متعلق یہودیوں کا تعامل باوجود اختلاف فرقوں کے اور باطنی شریعت میں اس کا اثر ہونا اور قانون قدرت میں اُن کی نظیر کا ملنا بتاتے ہیں ان پر غور کرنے کے بعد اگر کوئی تقویٰ سے کام لے تو وہ سمجھ لے گا کہ تثلیث پر جس قدر زور دیا گیا ہے وہ صریح ظُلم ہے۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کبھی غیر تسلّی کی راہ اختیار نہیں کرتا۔اس لئے پگڈنڈیوں کے بجائے شاہراہ پر چلنے والے سب سے زیادہ ہوتے ہیں اور اس پر چلنے والوں کے لئے کسی قسم کا خوف وخطرہ نہیں ہوتا،کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ کی شہادت قوی ہوتی ہے۔پس جب دنیا میں یہ ایک روز مشاہدہ میں آئی بات ہے۔پھر آخرت کی راہ قبول کرنے میں انسان کیوں غیر تسلّی کی راہ اختیار کرے جس کے لئے کوئی کافی اور معتبر اور سب سے بڑھ کر زندہ شہادت موجود نہ ہو۔اس وقت دنیا میں ہزاروں راہیں نکالی گئی ہیں،مگر سعید اور مبارک وہی ہے جو دنیا کے لالچوں کو چھوڑ کر محض خدا کے لئے فقر و فاقہ اختیار کر کے خدائی راہ پر چلنے کی تلاش میں نکلے اور جو خلوصِ نیّت سے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ اس کو پالیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات ۔جلد دوم صفحہ 74-76۔ جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

شانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

’’جتنے خلفاءِ راشدین ہوئے ہیں،یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے خلافتِ راشدہ شروع ہوئی۔پھر اس خلافت کے بعد کچھ اور لوگ آ گئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر خلافت کا مضبوط نظام قائم فرمایا اور یہ نظام اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ جماعت اپنے آپ کو خدا کی نگاہ میں اس انعام کی مستحق ثابت کرتی جائے گی۔ان تمام خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ تمام خلفاء تذلل اور فروتنی اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔میں نے بھی خدا کے حکم کے مطابق اس کی رضا کے لئے اور تمام خلفاء راشدین کی سنت کے مطابق عجز کی راہوں کو اختیار کیا ہے۔میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں ان کی مرادیں پوری کر دے۔اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں بھی پوری کر دے۔اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکالیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔لیکن بعض دفعہ بعض نادان فنا اور نیستی کے اس مقام کو کمزوری سمجھنے لگ جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی عاجزی کی راہ کو اختیار کیا۔حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو خلفاء اور مجدد ہوئے انہوں نے بھی عجز کے اسی راستے کو اختیار کیا۔تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا کمزور ہے کیونکہ یہ عاجزی اختیار کرتا ہے۔وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کچھ ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور دنیا کی ساری مخلوق کو بھی مردہ سمجھتے ہیں۔نہ ہی اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں،نہ دنیا کو کچھ سمجھتے ہیں اور اس عجز کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جاتے۔ ہیں گویا ایسے لوگوں کے لئے فنا اور نیستی کے مقام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے اس لئے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی۔انہیں ساری دنیا کے مال بھی کوئی لالچ نہیں دے سکتے۔جب خدا کا یا اس کے دین کا معاملہ ہو تو کسی دوسرے کے سامنے ان کا سر جھکا نہیں کرتا۔ورنہ وہ تو ایک فقیر اور مسکین کے سامنے بھی جھک رہے ہوتے ہیں اور عاجزی دکھا رہے ہوتے ہیں۔لیکن جب خدا تعالیٰ کے فعل اور قول کا اور خدا تعالیٰ کے نام اور اس کی عظمت کا دنیا اور دنیا داروں سے تصادم ہو جائے تو پھر دنیا ان کے پاؤں کی خاک بھی نہیں ہوتی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان کا مربی اور معلّم ہوتا ہے۔آپ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں‘‘۔

(الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۶۶)

خانہ اَت ویران تو در فکرِ دگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کا پہلا شاہکار ''براہین احمدیہ'' آپ کی معرکۃ الآراء کتاب تھی۔ مسلمانوں میں ایک لمبے وقفہ کے بعد اسلامی حق وصداقت کی یہ للکار ایک مسلسل اور خوفناک خشک سالی کے بعد بارش کا پہلا قطرہ تھی یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے اور ظلمت میں ایک روشنی کی کرن تھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات کی عظمت اور قرآن مجید کی معجز نمائی ثابت ہوتی تھی۔ اس کتاب پر مسلمانوں میں ایک خوشگوار حیرت کا ردّ عمل ہوا کیونکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی مشترکہ کوششوں کے مقابلہ میں اسلامی دفاع قریباً مفقود اور نہ ہونے کے برابر تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غیر معمولی تبحر علمی اور کمالات روحانی سے واقف تھے اس کتاب پر بڑا زوردار تبصرہ کیا اور اپنے تبصرہ میں انہوں نے اس کتاب کو بجا طور پر اسلام کی ایسی تائید ونصرت قرار دیا جس کی ساری اسلامی تاریخ میں اور کوئی مثال نہیں ملتی اور اپنی بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے یہ بھی کہا کہ اس تبصرہ میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ نہیں ہے اور ہر لحاظ سے یہ خدمت بے مثال ہے۔

اس زمانہ میں عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے مخالفت میں اور زیادہ تیزی آ گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مخالفت کو اشاعت وتبلیغ کے لئے مفید اور کارآمد سمجھتے ہوئے خدمت اسلام کے میدان کو اور وسیع کر دیا۔ آریوں اور عیسائیوں سے حضور کے مناظرات ومقابلے اسی زمانہ میں ہوئے۔ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے مدلل ومسکت جواب دے کر اور مخالفین پر اسلامی علم کلام اور آسمانی نشان نمائی سے حجت تمام کر دی۔

مولوی صاحب مذکور نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر معمولی خدائی تائید ونصرت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی برکات اور کامیابیوں کا مشاہدہ کیا تو ان کا حوصلہ اور ظرف جواب دے گیا اور بجائے اس کے کہ وہ پہلے کی طرح تعریف وتائید کر کے خود بھی صالحین ومقربین میں شامل ہو جاتے حضور کی مخالفت پر اتر آئے اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور پیاروں کی کامیابی کے راز کو نہ سمجھتے ہوئے یہ سمجھنے لگے کہ اس ترقی میں ان کے تبصرہ اور تائید کا دخل ہے اور پھر یہ بھی تعلّی کی کہ جس طرح میں نے مرزا صاحب کو اوپر چڑھایا ہے اسی طرح ان کو نیچے بھی گرا دوں گا۔ اپنے اس مذموم مقصد کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کیا اور اس کو زیادہ موثر بنانے کے لئے پورے ہندوستان کے علماء سے اس کی تصدیق کروا کے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کی۔ دنیا جانتی ہے کہ حق وصداقت کی آسمانی چمک ایسی انسانی کوششوں سے کم نہیں ہوا کرتی۔ یہ فتویٰ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی وکامیابی میں کوئی رکاوٹ بننے کی بجائے کھاد کے طور پر مفید ثابت ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ان کی ضد وتعصب بڑھتی چلی گئی۔ حضور نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اے پئے تکفیرِ ما بستہ کمر   خانہ اَت ویران تو در فکرِ دگر

کہ میری تکفیر پر کمر بستہ ہونے والے (اپنے گھر کی خبر لے) تیرا گھر برباد ہو رہا ہے اور تو دوسروں کی فکر میں پڑا ہوا ہے۔

یہ ہماری تاریخ کا ایک کھلا باب ہے کہ وہ مولوی صاحب باوجود اپنی ابتدائی مقبولیت اور علمی کمال کے بڑی حسرت وناکامی سے دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے گئے اور آج کوئی ان کی آخری آرامگاہ تک کو نہیں جانتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ''خانہ اَت ویران تو در فکرِ دگر'' مذکورہ بالا عظیم الشان نشان کے علاوہ اس قرآنی رہنمائی وہدایت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ ﴿عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ﴾ تمہارے لئے ضروری اور لازم ہے کہ اپنی اصلاح وبہتری کے لئے کوشاں رہو کیونکہ اس صورت میں کسی کی گمراہی اور بے راہ روی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس ارشاد میں یہ رہنما اصول ملتا ہے کہ سب سے زیادہ اور مقدم امر اصلاح وتزکیہ نفس ہے۔ وہ لوگ جو اس 'جہاد اکبر' سے غافل ہو کر بزعم خویش دوسروں کی اصلاح وبہتری کے لئے تگ ودو کرتے رہتے ہیں ان کا اپنا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پوری توجہ سے اس اہم فرض کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتے رہیں کہ اپنی غلطیوں کو اپنے سامنے رکھ کر ان کی ایک ایک کر کے اصلاح کرتے چلے جائیں۔ یہ مقصد اتنا اہم، اتنا وسیع اور اتنا متنوع ہے کہ اس کی بجا آوری میں ہی ساری عمر لگ جائے تو بھی غنیمت ہے۔ اس جہاد میں دوسروں کی غلطیوں اور کمزوریوں کی جستجو کے لئے نگاہ اٹھا کر دیکھنے کا کم ہی موقع ملے گا۔

عجب مغرور وگمراہ ہے وہ ناداں   کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے   مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(عبدالباسط شاہد)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ   یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

قوم بلالؓ سے خطاب

اے خاک ارض خادم سردار مرسلین!
اے سلکِ تابدار کے ٹوٹے ہوئے نگیں!
اے ارض پاک روحِ بلالیؓ کی سر زمین!

دل کی نشاط روح کے ارماں قبول کر
قوم بلالؓ نذرِ دل و جاں قبول کر

ہے تیری خاک اب بھی بہاراں لئے ہوئے
انسانیت کے درد کا درماں لئے ہوئے
فطرت ہے نورِ مشعلِ ایماں لئے ہوئے

اے دشتِ خاک! روحِ گلستاں قبول کر
قوم بلالؓ نذرِ دل و جاں قبول کر

آیا ہے تیرے پاس زمانے کا خود امام
لے کر صفا و صدق و صداقت کا اہتمام
ساغر بکف ہے بزم تو ساقی بدست جام

اٹھ اور نئی حیات کا ساماں قبول کر
قوم بلالؓ نذرِ دل و جاں قبول کر

مانا کہ ہے ستم سے گراں عرصۂ حیات!
لیکن مجھے خیال ہے اے قوم خوش صفات!
شاید تری زمیں ہی بنے ساحلِ نجات

کشتی سنبھال، شورش طوفاں قبول کر
قوم بلالؓ نذرِ دل و جاں قبول کر

تیری نوا سے جاگ اٹھے ایشیا کا ساز
روح بلالؓ سے ہو اگر سعی دلنواز
اٹھ اے نشانِ سعی و عمل قوم سرفراز!

سعی عمل میں شوقِ فراواں قبول کر
قوم بلالؓ نذرِ دل و جاں قبول کر

(عبدالسلام اختر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود

مستشرقین کی حقیقت سے دُور آراء اور اخذ کردہ غلط نتائج

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ ربوہ)

چوتھی اور آخری قسط

انگریزی حکومت کا برتاؤ

ولیم میوؔر صاحب 18 برس کی عمر میں 1837ء میں ہندوستان آئے۔ اور چالیس برس تک یہاں پر پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اور پھر برٹش راج کی ملازمت کی اور گورنر کے عہدے تک پہنچے۔ 1857ء کی جنگ اسی دوران کا واقعہ ہے۔ جب ہندوستان میں کچھ مقامات پر سپاہی انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ جس حکومت اور جس قوم سے میور صاحب منسلک تھے اور جن سے تنخواہ پاتے تھے، انہوں نے اس صورتِ حال میں عفو کا کیا نمونہ دکھایا تھا۔ اور یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ میوؔر صاحب کی یہ کتاب 1861ء میں شائع ہوئی تھی اور کافی سالوں میں لکھی گئی تھی یعنی اسے تقریباً اس جنگ کے زمانے میں ہی لکھا گیا تھا۔ انگریزوں کے نزدیک اس جنگ میں ان کے خلاف کھڑے ہونے والے غداری (treason) کے مرتکب ہوئے تھے۔ اور اس جنگ کے دوران اور اس کے بعد انگریزوں نے ان سے جو برتاؤ کیا تھا اس کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔ بہت سے لوگوں کو سرِ عام توپوں کے دہانوں سے باندھ کر توپوں کو چلا دیا گیا۔ اور ان بدنصیبوں کے جسموں کے چیتھڑے ہوا میں اڑ جاتے تھے۔ دہلی میں جب فاتح افواج داخل ہوئیں اور ان کے سامنے وہ فوجی پیش کئے گئے جو زخمی ہونے کے باعث فرار نہیں ہو سکے تھے تو فوری طور پر ان کا علاج گولیوں سے کیا گیا۔ فاتح افواج کو جو نظر آتا تھا اسے گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا خواہ وہ کوئی فوجی ہو یا معصوم شہری۔ تین ماہ تک چاندنی چوک میں پھانسی نصب رہی اور روزانہ گاڑیاں پھانسی پانے والوں کی لاشوں سے بھر کر جاتی تھیں۔ ہزاروں ایسے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا جنہوں نے جنگ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی شرکت کی تھی۔ ہڈسن نے راستے میں بغیر کسی تحقیق اور مقدمے کے بہادر شاہ ظفر کے تین بیٹوں کو ننگا کر کے گولی مار دی اور لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکا دیا گیا۔ مغلیہ خاندان کے فاتر العقل شخص مرزا قیصر کو بھی پھانسی دے دی گئی۔ ایک شہزادے کو جو گنٹھیا کی وجہ سے بیمار تھا اور ہل بھی نہیں سکتا تھا پھانسی دے دی گئی، اس کی لاش اپنی معذوری کے سبب ٹیڑھی ہو کر لٹکی رہی۔ انگریز مرد اور عورتیں چاندنی چوک میں کرسیوں پر براجمان ہو کر پھانسیوں کے منظر سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ جب یہ مہذب افواج دہلی میں داخل ہوئیں تو وہ وحشیانہ سلوک کیا گیا کہ بہت سی عورتوں نے کنوؤں میں کود کر خودکشی کر لی۔ خود انگریزوں کا بیان ہے کہ یہ کنویں ان کی لاشوں سے اٹ گئے تھے۔ نواب جھجر کو اس لئے پھانسی دی گئی کہ انہوں نے سر مٹکاف کو پناہ نہیں دی تھی۔ والیٔ فرخ نگر کے خاندان کے 72 بہتر افراد کو پھانسی دی گئی۔ بہت سے مسلمانوں کو سؤروں کی کھالوں میں سیا گیا، پھانسی سے پہلے ان پر سور کی چربی ملی گئی۔ کئی لوگوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ دہلی میں لوگوں کے گھروں سے لوٹا گیا سامان ایک ادارہ پرائز ایجنسی بنا کر اس کے ذریعہ فروخت کیا گیا۔ غازی آباد میں بہت سے لوگوں کے گلوں میں مرے ہوئے کتے باندھ کر انہیں پھانسی دی گئی۔ مخالفوں کے گھر مسمار کئے گئے۔ یہ تو صرف چند مثالیں ہیں اور خود انگریز مصنفین بھی اس سے انکار نہیں کرتے کہ اس طرح کی زیادتیاں بغیر کسی تفتیش کے کی گئی تھیں۔ (جنگ آزادی 1857 از خورشید مصطفٰے رضوی صفحہ 475-490)

یہ تھا وہ رحمدلانہ سلوک جو اس حکومت نے کیا تھا جس کے ساتھ میور صاحب منسلک تھے۔ اور جن کے متعلق اس حکومت اور میور صاحب کا کہنا تھا کہ وہ غداری (treason) کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس بہیمانہ سلوک کے بعد حضرت سعد بن معاذ ؓ کے فیصلے کو ظلم قرار دینا تو منافقت کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت انگریزوں کی حیثیت ایک غیر ملکی حکمران کی تھی جو سات سمندر پار سے پہلے تاجر بن کے آئے اور پھر ملک پر قبضہ کر لیا۔ جس حکومت اور نظام کا میور صاحب حصہ تھے اس کی قوتِ برداشت کا تو یہ عالم تھا کہ جب سر سید نے اسبابِ بغاوتِ ہند تحریر کی تو سیسل بیڈن فارن سیکرٹری حکومتِ ہند نے اس مضمون کو باغیانہ قرار دیا اور سر سید کو سخت سزا دینے کی حمایت کی۔ حالانکہ اس مضمون میں تو صرف تاریخی تجزیہ پیش کیا گیا تھا اور انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے والے سپاہیوں کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔ (مقالاتِ سر سید حصہ نہم صفحہ 49)

ہاں کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ مظالم تو کمپنی کی حکومت نے کئے تھے، ممکن ہے کہ ولیم میوؔر صاحب اس انتظامیہ کا حصہ نہ ہوں جو جنگ کا انتظام کر رہی تھی۔ اس سوال کا جائزہ ضرور لینا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب 1857 کی جنگ کا آغاز ہوا تو اس وقت میوؔر صاحب آگرہ میں کمپنی حکومت کے سیکریٹری تھے۔ اور جنگ کے آغاز کے بعد انہوں نے وہاں پر جاسوسی (intelligence) کے ادارے کے انچارج کے فرائض سنبھالے تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بحیثیت اس انچارج کے ان کی کارکردگی غیر معیاری تھی چنانچہ مارک تھورنول (Mark Thornwell) نے اپنی کتاب The Personal Adventures and experiences of a Magistrate during the rise progress and suppression of the Indian mutiny میں لکھا ہے کہ بہت سے انگریز اس محکمے کی کارکردگی پر ہنسا کرتے تھے۔ میور صاحب کا سب سے معتبر جاسوس ایک نابینا تھا، چنانچہ میور صاحب نے غلط معلومات کی بنیاد پر ایک مرتبہ اپنی فوج کی غلط رہنمائی بھی کر دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فطرت میں اس بات کی صلاحیت کم رکھی گئی تھی کہ غلط اور صحیح روایت میں فرق کر سکیں یا درست نتیجہ اخذ کر سکیں۔ بہر حال اس جنگ کے دوران انہیں شمال مغربی صوبے کا گورنر بھی لگایا گیا تھا۔ اور رہی یہ بات کہ خود ان کا treason کے مجرموں کے متعلق کیا نظریات تھے تو وہ اس رپورٹ سے واضح ہو جاتا ہے جو میور صاحب نے 31/ اکتوبر 1857ء کو لکھی تھی۔ اور اس رپورٹ کا یہ حصہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ وہ اپنے ایک ساتھی انگریز افسر کو لکھتے ہیں کہ:

You used to blame me of my sentiments of death without mercy to every sepoy,but I think this government is behaving too sternly to the poor bunniahs and kayethis. The plunder daily being found in the city is more than enormous :it is almost incredible I fancy every officer present at the siege might be able to retire at once.

(www.india.emb.org.eg/section%202%20eng/SUPPRESSION%20OF %20 THE%20 UPRISING.html)

اس رپورٹ میں وہ واضح اقرار کرتے ہیں کہ ان کے خیال میں ہر وہ سپاہی جس نے ان کے مطابق غداری (treason) کی تھی، اسے بغیر کسی رحم کے موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے تھا۔ میور صاحب نے اپنے لئے تو یہ معیار رکھا ہوا تھا کہ جو ان کے خلاف سر اٹھائے اس کا سر قلم کر دینا چاہئے لیکن صدیوں پہلے بنو قریظہ کے مجرموں کی ہمدردی میں صفحات سیاہ کئے جا رہے تھے۔ پھر اس میں خود اقرار کرتے ہیں کہ ان کی حکومت کے افسران نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا تھا حتیٰ کہ اتنی لوٹ مار کے بعد ان کو زندگی بھر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور میور صاحب کچھ ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں تو ہندو کے لئے کر رہے ہیں۔ ان مسلمانوں کے لئے کوئی ہمدردی نہیں جن کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔ جن میں سے بہت سوں نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا مگر پھر بھی انہیں جوشِ انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ میور صاحب کی کتاب 1861ء میں منظرِ عام پر آئی تھی اور اس جنگ کے دنوں میں تو اسے لکھا جا رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو میور صاحب ایک ذمہ وار افسر کی حیثیت سے یہ اظہار کر رہے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کسی سازش میں حصہ لینے والوں پر کوئی رحم نہیں کرنا چاہئے، ان میں سے ہر ایک کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے۔ اور عین اسی وقت وہ یہ بھی لکھ رہے تھے کہ حضرت سعدؓ نے بنو قریظہ کے ان لوگوں کو سزائے موت دے کر بہت ظلم کیا جنہوں نے واضح طور پر دورانِ جنگ غداری کی تھی۔ یہ منافقت نہیں تو اور منافقت کسے کہتے ہیں۔ مستشرقین کے انداز اور اس کی نفسیات کو سمجھنے کے لئے ولیم میور صاحب کا تجزیہ بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر مستشرقین نے ان کی پیروی کی ہے اور ان کی تحریر کے حوالے دیئے ہیں، اِن کی کتاب کو بنیاد بنا کر اپنی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اور میور صاحب کی کتاب ایک ایسے ماحول میں لکھی گئی تھی اور اسی ماحول کے تعصب سے آلودہ ہے جب 1857ء کی جنگ کی وجہ سے انگریزوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت تعصب پایا جاتا تھا اور اسی رو میں صحیح اور غلط کی تمیز بھی بہہ گئی تھی۔ سیاسی مقاصد کے لئے، انتقام کے جذبات سے مغلوب ہو کر ہر رکیک حرکت جائز سمجھی گئی تھی۔ اسی رو سے مغلوب ہو کر میور صاحب نے یہ کتاب لکھی تھی۔ وہ سب باتیں یہاں درج تو نہیں کی گئیں لیکن بنو قریظہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے میور صاحب نے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر پوچ انداز میں حملے کئے ہیں اور گرے ہوئے انداز میں آپ پر الزامات لگائے ہیں۔ لیکن تحقیق اور توازن کہیں نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب جو اس وقت 12 برس کے تھے اور دلی میں مقیم تھے تحریر فرماتے ہیں:

’’دِلّی والوں کی شامت آئی۔ کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا۔ نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا۔ فتح مندوں نے شہر کو برباد کر دیا۔ اور فتح کے شکریہ میں صدہا آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی۔ چھوٹا بڑا۔ ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چوہڑے چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا۔ کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پِس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے۔ اور جو نہ نکلے وہ وہ جبراً نکالے گئے۔ اور قتل کئے گئے۔ یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا۔ چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جن کو اٹھا سکے ہمراہ لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے اللہ ان کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے، اٹھا لیا۔ شہر سے نکل کر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا۔ اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے 11 میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے۔ جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے رہتے تھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا۔ یکا یک ہارسن صاحب افسر رسالہ معہ مختصر اردل کے قضاء کی طرح ہمارے سر پر آ پہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑ ماری۔ اور جس کو گولی نہ لگی اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو۔ ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو۔ اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے۔ پھر حکم ملا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن بہ سبب رات کے اندھیرے اور سخت داژگوں کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں‘‘۔

(حیات ناصر صفحہ 3)

علم اور تحقیق کی دنیا میں ہر شخص کا حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار کرے، لیکن یہ حق کسی کو نہیں حاصل ہوتا کہ وہ بنیادی تحقیق کے بغیر ہی کتاب لکھ ڈالے یا عمداً حقائق کو پوشیدہ رکھ کر غلط نتائج اخذ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ ایسے مصنف کی بہر حال مذمت کی جاتی ہے۔ مستشرقین کا مسئلہ یہ ہے کہ ابتدائی مستشرقین مثلاً پادری فنڈر اور ولیم میور تو عیسائیت کی منادی کر رہے تھے اور ان کی پوری کوشش تھی کہ مسلمانوں کو عیسائی بنایا جائے اور اسی مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے جزوی حقائق اور غلط نتائج دنیا کے سامنے پیش کیے۔ پوری دنیا پر انگریزوں اور یوروپی اقوام کا راج تھا اس لیے انہیں شروع میں کسی بڑی مزاحمت کا بھی سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ان کی تحریروں میں علمی بحث کی بجائے نوآبادیاتی تکبر پایا جاتا ہے۔ بعد میں آنے والے مصنفین نے ایسے مصنفین کی انٹ شنٹ تحریروں کو بنیاد بنا کر اپنی کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ اور ان کے تحریر کردہ مواد کو اصلی تاریخی ماخذ اور منطقی دلائل کی کسوٹی پر پرکھنے کی زحمت نہیں کی۔ نتیجہ یہ نکلا کے غلطیوں کی میزان میں اضافہ ہو گیا۔ پھر ایک اور نسل پیدا ہوئی۔ ان میں یہ فرق تو آیا کہ انہوں نے براہِ راست حملے کرنے کی بجائے ڈھکے چھپے الفاظ میں حملے کیے لیکن تحقیق کے بنیادی تقاضے انہوں نے بھی پورے نہیں کیے اور بڑی حد تک ان کی کتب کی بنیاد بھی، مستشرقین کی گزشتہ دو نسلوں کی تحریروں پر ہی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا غلطیوں کا ڈھیر بڑھتا ہی

گیا۔اب ان تحریروں کی مثال ایک ایسی کئی منزلہ متزلزل عمارت کی طرح ہے جس کی بنیاد کوئی نہیں۔عقل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اب مغربی مصنفین اس بوسیدہ عمارت سے جان چھڑائیں اور اسے خود ہی منہدم کر کے اپنی تحریروں کی بنیاد تاریخی حقائق اور عقلی دلائل پر رکھیں۔زمانہ بدل گیا۔اس دور میں یہ فرسودہ اندازِ تحقیق سوائے شرمندگی کے کچھ نہیں دے گا۔اب اگر اس انداز میں وہ اسلام پر حملے کریں گے تو اس کے نتیجے میں محض ان کے مذہب اور ان کی تہذیب کی پردہ دری ہی ہوگی۔

کتابیات

(۱) صحیح بخاری تصنیف امام محمد بن اسماعیل بخاری

(۲) صحیح مسلم تصنیف امام مسلم بن الحاج بن مسلم

(۳) سنن ابوداؤد تصنیف امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث

(۴) تاریخ ابنِ خلدون حصہ اول، مصنف علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون، ترجمہ اردو حکیم احمد حسین الہ آبادی، ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، مطبع احمد برادرز پرنٹرز ناظم آباد کراچی، طبع دہم ستمبر ۱۹۸۶

(۵) تاریخِ طبری حصہ اول سیرت النبی ﷺ، مصنف ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، ترجمہ اردو سید محمد ابراہیم، ناشر نفیس اکیڈمی، مطبع جاوید پریس کراچی، اشاعتِ اول مارچ ۱۹۶۷

(۶) طبقاتِ ابنِ سعد حصہ دوم اخبار النبی ﷺ، مصنف محمد بن سعد، ترجمہ اردو علامہ عبداللہ العمادی، ناشر نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی، مطبوعہ ضیاء پریس کراچی

(۷) تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس الجزء الاول، تالیف حسین محمد بن الحسن الدیار بکری، موسسۃ شعبان للنشر والتوزیع بیروت

(۸) السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المامون انسان العیون، الجزء الثانی، تالیف علی بن برھان الدین الحلبی، ناشر دارالمعرفۃ، مؤسسۃ فؤاد بعینو للتجلید۔ بیروت

(۹) کتاب المغازی للواقدی، مصنف محمد بن واقد، edited Marsen Jones, London Oxford University 1966

(۱۰) شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ للعلامۃ القسطلانی، الجزء الثانی، مصنف علامہ زرقانی، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶

(۱۱) سیرت النبی ﷺ، مصنف ابو محمد عبدالملک بن ہشام، اردو ترجمہ سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی، پبلشرز دائرہ اسلامیات، مطبع جی ایف پرینٹنگ پریس، مئی ۱۹۹۴

(۱۲) حیاتِ ناصر، مصنفہ حضرت میر ناصر نوابؓ، مطبوعہ انقلاب سٹیم پریس لاہور، بار اول دسمبر ۱۹۲۷

(۱۳) جنگِ آزادی اٹھارہ سوستاون، مصنفہ خورشید مصطفے رضوی، ناشر مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی، مطبوعہ جدید پرینٹنگ پریس کتابیان، جامع مسجد دہلی

(۱۴) مقالاتِ سرسید حصہ نہم، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، ناشر مجلس ترقی ادب لاہور، مطبع زریں آرٹ پریس ریلوے روڈ لاہور، طبع اول دسمبر ۱۹۶۲

15)Historians History of the World vol 7,edited by Henry Smith Williams, Published by The Encyclopedia Britinnica Co. ltd,fifth edition 1926

17)Muhammad Prophet and statesman , by Montgoommery Watt ,publishedby Oxford University press 1969

18)The life of Mahomet from original sources,by Sir William Muir,New abridged edition,published by Smith,elder Co 15 Waterloo place London,1877

19)Muhammad A Biography of the prophet ,by Karen Armstrong, published by Book Readers International Quett a ,4002.

جلسہ سالانہ کے دن قریب آ گئے

(عطاء المجیب راشد۔افسر جلسہ گاہ۔یو کے)

جلسہ سالانہ کی بنیاد سیّدنا امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے 1891ء میں رکھی گئی۔آپ نے اس جلسہ کے آغاز کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسی کی طرف سے ملنے والی راہنمائی کے نتیجہ میں فرمایا اور اسی وقت یہ بھی اعلان فرما دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے جاری ہونے والا ایک انتظام ہے جو دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا اور اس کا فیض ساری دنیا کو اپنے احاطہ میں لے لے گا۔

1891ء کے پہلے جلسہ میں صرف 75 مخلصین جماعت نے شرکت کی۔کیسے فدا کار اور خوش نصیب تھے وہ شرکاء جلسہ جن کے اسمائے گرامی ہمیشہ ہمیش کے لئے تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئے۔جلسہ سالانہ سال بہ سال ترقی کرتا گیا اور اس کا دامن فیض وسعت پذیر ہوتا رہا۔ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں میں مرکزی جلسے بڑی شان سے ہونے لگے اور پھر دنیا کے باقی ملکوں میں بھی ان جلسوں کی داغ بیل پڑی اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ دنیا کے کم و بیش سو ممالک میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔جلسہ سالانہ کیا ہے؟ رحمت کا ایک بادل ہے جو ساری دنیا پر چھا گیا ہے اور اس بادل سے اترنے والی روحانی بارشیں قریہ قریہ اور بستی بستی بندگان خدا کے دلوں کو علوم و معرفت سے سیراب کرتی چلی جاتی ہیں۔

جلسوں کے اس مبارک سلسلہ میں سب سے اہم اور مرکزی حیثیت والا جلسہ تو وہ ہے جو ہر سال خلیفۂ وقت کی مستقل رہائش والے ملک میں اس کی بابرکت راہنمائی میں منعقد ہوتا ہے اور ان سب برکات اور عظمتوں کا حامل ہوتا ہے جو جماعتی روایات کے مطابق مرکزی جلسہ کو ہمیشہ نصیب رہی ہیں۔

الحمد للہ کہ اب اس جلسہ سالانہ کے دن بہت قریب آ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں یہ جلسہ سالانہ جو جماعت احمدیہ برطانیہ کا 39واں جلسہ سالانہ ہے امسال 29-30 اور 31 جولائی 2005 بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار آلڈر شاٹ برطانیہ میں RUSHMOOR ARENA میں منعقد ہوگا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میں بنفس نفیس شمولیت فرمائیں گے اور خطبہ جمعہ کو شامل کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کے تین دن پانچ بار عالمگیر جماعت احمدیہ سے خطاب فرمائیں گے۔انشاء اللہ حضور انور کے یہ خطابات (جلسہ سالانہ کی باقی کارروائی کے مرکزی حصہ کے طور پر) MTA کے ذریعہ اکناف عالم میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ سُنے اور دیکھے جاسکیں گے۔

یہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر کا ایک نہایت ایمان افروز روحانی جلسہ ہوتا ہے۔یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں اور نہ دنیاوی میلوں کا رنگ رکھتا ہے۔حصولِ علم و معرفت اور قربِ مولیٰ کی راہوں کے متلاشی، عشّاق اسلام و احمدیت اکناف عالم سے اس نیک ارادہ سے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے آتے ہیں کہ ہمیں خلیفۂ وقت کی بابرکت صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملے، اس کی غیر معمولی قوت قدسیہ سے ہمارے دلوں کے زنگ دھل جائیں اور ہم روحانی اعتبار سے ایک نئی زندگی لے کر اور اپنے سینوں میں خدمت اسلام کا عزم صمیم لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں۔یہی وہ اعلیٰ مقاصد ہیں جن کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مخلصین کے لئے نہایت دردمندانہ دعائیں کیں۔خدا کرے کہ ان دعاؤں کا فیض ہمیشہ جاری ساری رہے۔آمین

اس روحانی جلسہ سالانہ کے ماحول کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ یہ جلسہ دعاؤں، ذکر الٰہی اور مومنانہ محبت و اخوت کے پاکیزہ ماحول میں منعقد ہوتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے آئینہ دار اس جلسہ سالانہ میں روزانہ نماز تہجد اور پانچوں نمازوں کا باجماعت اہتمام کیا جاتا ہے۔روزانہ درس القرآن یا درس الحدیث پیش کیا جاتا ہے۔جلسہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات سننے اور حضور انور کے دیدار کا شرف سب کو نصیب ہوتا ہے۔عالمی بیعت کی تقریب کا ایک عجیب روحانی سماں ہوتا ہے۔اکناف عالم سے آئے ہوئے ہزارہا مخلصین کو باہم متعارف ہونے اور باہمی محبانہ تعلقاتِ اخوت استوار کرنے کا موقع ملتا ہے۔مختلف رنگ و نسل اور قومیتوں کے لوگ پہلی بار بھی اس محبت اور وارفتگی کے عالم میں ملتے ہیں کہ گویا لمبے عرصہ کے بعد دو بھائی ایک دوسرے سے مل رہے ہوں۔اور ایسا کیوں نہ ہو؟ احمدیت کی برکت سے دیس بدیس کے اجنبی اور ناواقف لوگ رشتہ اخوت میں منسلک ہو چکے ہیں اور جلسہ سالانہ کے دن ان روحانی بھائیوں اور بہنوں کے باہم ملنے اور رشتۂ اخوت کو مضبوط تر کرنے کے دن ہوتے ہیں۔

پھر جلسہ سالانہ کے دنوں میں نئے احمدیوں کو دیکھنے اور ملنے کا موقع ہی نہیں ملتا بلکہ دوران سال رخصت ہو جانے والے بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت کا بھی موقع ملتا ہے۔الغرض بے شمار روحانی اور علمی فوائد ہیں جو شرکائے جلسہ کو ان تین بابرکت دنوں میں نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطابات اس جلسہ سالانہ کی جان ہوتے ہیں اور انہی سے جلسہ سالانہ کی حقیقی آن بان ہوتی ہے۔ان خطابات سے سامعین کو بیش قیمت نکاتِ معرفت سے اپنے دامن بھرنے کی توفیق ملتی ہے۔ذہنوں کو جلاء اور دل کو پُر جوش ولولہ نصیب ہوتا ہے۔دوران سال نازل ہونے والے افضال الٰہیہ کے روح پرور تذکرہ سے روحوں کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔حضور انور کے ان خطابات کے علاوہ حضور انور ہی کی منظوری سے بعض علمائے سلسلہ بھی جلسہ سے مختلف اوقات میں خطاب کرتے ہیں۔امسال حضور کی منظوری سے دیگر تقاریر کا جو پروگرام طے ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

- اسلام کی نظر میں دیگر مذاہب کا مقام (اردو) مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب۔ ناظر اصلاح و ارشاد مقامی و مفتی سلسلہ۔ربوہ
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات سے حسن سلوک (انگریزی) مکرم بلال ایٹکن سن صاحب۔ ریجنل امیر نارتھ ایسٹ ریجن، برطانیہ
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام کے لئے غیرت (اردو) مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب ایم اے۔وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ربوہ
- صحابہ کرامؓ کا جذبہ اُطاعت (انگریزی)
  مکرم رفیق احمد حیات صاحب۔امیر جماعت برطانیہ
- نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں (اردو)
  عطاء المجیب راشد۔امام مسجد فضل۔لندن
- غانا میں جماعت احمدیہ کے قیام اور ترقیات کے ایمان افروز حالات (اردو) مکرم عبدالغفار احمد صاحب۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ برطانیہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ سالانہ کو غیر معمولی کامیابی اور برکت عطا فرماتے ہوئے جماعت کی وسعت اور ترقی کا ایک تازہ نشان بنا دے اور اس جلسہ کو ہر جہت سے ان سب مقاصد کو پورا کرنے والا بنا دے جن کی خاطر اس جلسہ سالانہ کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری فرمایا تھا۔آمین

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors,Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly QuotePlease Contact **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی مساجد کا شمار ان مساجد میں نہیں ہوتا جو وقتی جوش اور جذبے کے تحت بنادی جاتی ہیں اور صرف مسجدوں کی ظاہری خوبصورتی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

ہماری مساجد کی بنیادیں ہی ان دعاؤں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے خدا کے گھر کی بنیادیں اٹھاتے وقت کی تھیں۔

جماعت احمدیہ کی مساجد بھلائی پھیلانے والی اور خیر پھیلانے والی ہیں۔ ہماری مساجد امن کا نشان ہیں

(وینکوور۔کینیڈا۔ میں تعمیر ہونے والی احمدیہ مسجد کے حوالہ سے احباب جماعت کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کے قیام اور اپنے اندر پاکیزہ تبدیلیاں کرنے کی نہایت اہم ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ فرمودہ 10/جون 2005ء بمطابق 10 احسان 1384 ہجری شمسی۔ بمقام وینکوور۔کینیڈا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ۔رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا و تُبْ عَلَيْنَااِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

(سورة البقرہ آیت :128-129)

کل انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی مسجد کی بنیاد رکھی جائے گی۔ ایک لمبے عرصے سے یہاں مسجد کی تعمیر کی کوشش ہو رہی تھی لیکن بعض روکیں آڑے آتی رہیں جس کی وجہ سے باوجود زمین ہونے کے مسجد کا منصوبہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ الحمدللہ کہ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان روکوں کو دور فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو بھی جزا دے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کی منظوری میں مدد کی یا مدد دی یا منظوری کے حصول میں کسی طرح بھی شامل ہوئے۔

جماعت احمدیہ کی مساجد کا شمار اُن مساجد میں نہیں ہوتا جو وقتی جوش اور جذبے کے تحت بنا دی جاتی ہیں اور صرف مسجدوں کی ظاہری خوبصورتی کی طرف توجہ ہوتی ہے نہ کہ اس کے باطنی اور اندرونی حسن کی طرف۔ ہماری مساجد وہ نہیں ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی مساجد کا حُسن ان کے نمازیوں سے ہوتا ہے، اس میں عبادت کے لئے آنے والے لوگوں سے ہوتا ہے۔ ہماری مساجد کی بنیادیں تو ان دعاؤں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خدا کے گھر کی بنیادیں اٹھاتے وقت کی تھیں۔ احمدی وہ لوگ نہیں ہیں جو بظاہر ایمان کی حرارت والے کہلاتے ہیں لیکن ان کے دل برسوں میں نمازی نہیں ہوتے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو نہیں مانا ان کو تو ایمان کی حرارت کا ادراک بھی نہیں ہے۔ پتہ ہی نہیں کہ ایمان کی حرارت کیا ہوتی ہے۔ وہ تو ایمان کو سطحی طور پر دیکھتے ہیں، سطحی طور پر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو کیا پتہ کہ ایمان کی حرارت کیا ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو مان کر ملا ہے، اس کو قائم رکھنے کے لئے اپنے ایمانوں پر نظر رکھیں اور اپنی مسجد کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کو پیش نظر رکھیں تب ہی آپ ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جو گو آخرین میں ہیں لیکن پہلوں سے ملنے والے ہیں۔ وہ دعائیں کیا تھیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کیں۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں ان کا ذکر آتا ہے۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: اور جب ابراہیم اس خاص گھر کی بنیادوں کو استوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی۔ یہ دعا کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذرّیت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کر دے اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا۔ اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس ہم بھی اس مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے یہی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری اس حقیر قربانی کو قبول فرما۔ تیرے حضور ہم یہ قربانی پیش کرتے ہیں۔ تُو نے خود ہی فرمایا ہے کہ میں دعاؤں کو سننے والا ہوں۔ تُو علیم بھی ہے، تُو ہمارے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ تُو ہمارے گزشتہ حالات سے بھی باخبر ہے اور ہمارے آئندہ کے حالات بھی تُو جانتا ہے کہ کیا ہونے والے ہیں۔ تُو ہمارے دلوں کو بھی جانتا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں کوئی کجی ہے، کوئی ٹیڑھا پن ہے تو اس کو دور کر دے اور ہمیں بھی ان دعاؤں کا وارث بنا دے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھیں۔ اے خدا! جس طرح تو نے ان دو بزرگوں کی دعاؤں کو سنا آج ہماری بھی سن لے اور اس خانہ خدا کی تعمیر کو، اس مسجد کی تعمیر کو قبول فرما اور ہماری نسل میں سے بھی، ہماری اولادوں میں سے بھی ایسے لوگ ہمیشہ پیدا کرتا رہ جو تیری عبادت کرنے والے ہوں۔ اے اللہ! ہم جو دنیا کے اس حصے میں آباد ہیں جہاں دنیا داری اور ہوا و ہوس نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اے اللہ! ایسا نہ ہو کہ اس دنیا کی چکا چوند کے بہاؤ میں ہم بھی بہ جائیں۔ اس لئے ہماری رہنمائی فرماتے رہنا اور اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانے میں خلافت علیٰ منہاج نبوت جو تو نے قائم کی ہے، ہماری کسی غلطی کی وجہ سے اس سے ہمیں دور نہ لے جانا۔ ہماری دُور دُور کی نسلوں تک اس انعام کو قائم رکھنا۔ ہمیں ہمیشہ یہ توفیق دینا کہ ہم اور ہماری نسلیں توبہ کرتے ہوئے ہمیشہ تیری طرف جھکنے والی ہوں اور تو ہمیشہ ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے، ہم پر رحم کرتے ہوئے، ہمیں اپنے رحم اور فضل کی چادر میں لپیٹے رکھنا۔ اور ہمیشہ اس قابل بنائے رکھنا کہ ہم تیری عبادت کرنے والے بھی ہوں اور تیرے انعامِ خلافت سے وابستہ رہنے والے بھی ہوں۔

پس جب ہر احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے یہ دعائیں کرتے ہوئے مساجد کی تعمیر میں حصہ لے گا اور ساتھ ہی اپنے عمل سے اپنی عبادتوں سے ان مساجد کے حسن کو سجا رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدوں کے مطابق اپنے انعامات سے نوازتا رہے گا۔ پس آپ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ آپ نے پہلے ابراہیم کو بھی مانا اور اس نے جس عظیم نبی کے آنے کی دعا کی تھی اور جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا تھا اور ایک عظیم نبی، ایک پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا تھا اس پر بھی مکمل اور کامل یقین رکھتے ہوئے اس کی بیشمار پیشگوئیوں کے ساتھ اس پیشگوئی کو بھی آپ نے مانا کہ آخری زمانے میں جو میرا روحانی فرزند مبعوث ہوگا اس کو مان لینا۔ گھٹنوں کے بل برف پر چل کر بھی اس کے پاس جانا پڑے تو اس کے پاس جانا اور میرا اسلام کہنا کیونکہ وہ مسیح موعود و مہدی موعود اس اندھیرے کے زمانے میں مبعوث ہوگا جب اسلام کی تعلیم کو یکسر بھلایا جا چکا ہوگا اور اسلام کا فقط نام باقی ہوگا اور یہ مردِ جَری اس تعلیم کو، حقیقی اسلامی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرے گا، قائم کرے گا۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس جَری اللہ کو مانا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اس جَری اللہ نے دین کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا۔ اگر ہم ماننے کے بعد اپنے اندر تبدیلیاں پیدا نہیں کریں گے، اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کو اس معیار تک نہیں لائیں گے جس پر پہلوں

نے اپنے معیار قائم کئے اس وقت تک ہمارا ایمان بے کار ہے۔ ہم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مردمیدان کو ابراہیم کے نام سے بھی پکارا ہے۔ یہ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ ابراہیم ثانی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے قریب لانے اور ہمارا تزکیہ کرنے، ہمیں پاک کرنے اور روحانی خزائن تقسیم کرنے کا باعث بنے گا۔ بشرطیکہ ہم اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کریں۔ قرآن کریم میں ان سے پہلی آیتوں میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے مقام ابراہیم کو نمونہ کے طور پر اختیار کرنے کا حکم ہے۔ اس مقام کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں وضاحت کرنے سے پہلے آپؑ کے الفاظ میں آپ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک تعلق کی وضاحت کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''آیت ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانے میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا''۔ (اربعین نمبر 3 صفحہ 32 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود۔ جلد نمبر 1 صفحہ 587)

پس دیکھیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ خوش قسمت ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس آخری زمانے کے ابراہیم کو مان کر آپ نجات یافتہ فرقہ بن گئے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایمان مکمل طور پر اس تعلیم پر عمل کرنے کا تقاضا کرتا ہے جو نبی لے کر آتے ہیں۔ تو نجات صرف منہ کے کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، نہیں مل جاتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھی کچھ قانون ہیں۔ ان کے مطابق ایمان لانے سے نجات ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو یہ ایمان حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ ایمان کا معیار کس طرح حاصل کرنا ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔ ''﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اس جگہ مقامِ ابراہیم سے اخلاق مرضیہ و معاملہ باللہ مراد ہے''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا اور اللہ تعالیٰ کے مطابق ہر معاملہ کرنا۔ پھر فرمایا: ''یعنی محبت الٰہیہ اور تفویض اور رضا اور وفا۔ یہی حقیقی مقام ابراہیم کا ہے جو امت محمدیہ کو بطور تبعیّت و وراثت عطا ہوتا ہے''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور خود کو بالکل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے ماتحت کر دینا ہو، اس کی رضا ہو، اسی سے وفا ہو اس کے حکموں کی وفاداری سے بجا آوری ہو، یہ جب ہوگا تو فرمایا کہ یہی ہے جو امت محمدیہ کو اس پیروی کی وجہ سے مقام ابراہیم کی طرف لے جائے گا۔ بطور تبعیّت و وراثت عطا ہوتا ہے۔'' اور جو شخص قلبِ ابراہیم پر مخلوق ہے اس کی اتباع بھی اسی میں ہے''۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 608 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

تو یہ ہے وہ مقام جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی اور یہ ہے وہ مقام جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر احمدی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہر احمدی کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور ایسی محبت قائم ہو جائے جس کے مقابلے میں ہر دوسری محبت کمتر نظر آئے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں شرک کے خلاف ایک عظیم جہاد کیا تھا اور مخالفین نے اس وجہ سے ان کو آگ میں بھی ڈالا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو اس طرح ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔ ہمیں بھی اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو ابراہیم کی برکات کا حصہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر ہر قسم کے شرک سے بے زاری کا اظہار کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں۔ لیکن مثلاً نمازوں کے اوقات ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بت اور خدا، نوکری کے، کاروبار کے، سستیوں کے ہم نے بنائے ہوئے ہیں ان کے پنجے سے نکلنا نہیں چاہتے۔ یا اس طرح نکلنے کی کوشش نہیں کرتے جس طرح کوشش کرنی چاہئے۔ صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ اے اللہ ہمیں مقام ابراہیم پر فائز کر دے، کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک کہ وہ محبت اپنے دل میں پیدا نہ کریں جو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خدا سے تھی۔ جب تک ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات کے سپرد نہ کر دیں۔ جب تک ہم اپنے تمام معاملات خدا پر نہ چھوڑ دیں اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جھوٹی اناؤں کو نہ چھوڑ دیں۔ جب تک ہم اپنے خاندانوں اور برادری کی بڑائی کے تکبر سے باہر نہ نکلیں۔ جب تک ہم اس چکر میں رہیں گے کہ میں سیّد ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان ہوں یا جاٹ ہوں یا آرائیں ہوں، ان لفظوں سے جب تک باہر نہیں نکلیں گے جب تک ہم اپنے معیار اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ کو نہ بنالیں کوئی فائدہ نہیں۔ تو جب ہم یہ ساری چیزیں کر لیں گے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر قدم رکھتے ہوئے اپنے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم وفاداروں میں ہیں۔ اور اس زمانے کے ابراہیم سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس جب ہم یہ معیار حاصل کر لیں گے یا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں شامل سمجھے جائیں گے۔ اگر نہیں، تو پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں نہیں سمجھے جا سکتے بلکہ ایک سوکھی ٹہنی کی طرح جس کو کوئی بھی باغبان برداشت نہیں کرتا، کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے کیونکہ ہم اس مقام کی پیروی نہیں کر رہے، اس مقام پر کھڑے نہیں ہو رہے جس مقام پر کھڑے ہونے کا امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے۔ پس اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق اور غلامِ صادق بھی ہے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے دلوں میں ابراہیمی صفات پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو بھی، اپنی عبادتوں کو بھی اس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا ہے۔ اپنی مساجد سے خدا کی وحدانیت کے نعروں کے ساتھ ساتھ پیار اور محبت اور اُلفت کے نعرے بھی لگانے ہوں گے تاکہ مقام ابراہیم پر کھڑا ہونے والے کہلا سکیں۔ ورنہ یہ بیعت کے دعوے کھوکھلے دعوے ہیں۔ عبادتوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر اور عملوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر ہم بھی وہیں کھڑے ہوں گے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج وہ مسلمان کھڑے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ جن کی مساجد بظاہر نماز پڑھنے والوں سے پُر لگتی ہیں، بھری ہوئی لگتی ہیں لیکن وہاں نفرتوں کے نعروں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں جس مُلّاں کے قبضے میں منبر ہے وہ ہر دوسرے فرقے کے خلاف گالیاں بکنے کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔ جہاں جانے والے بعض شرفاء یہ کہہ کر اٹھ کر آ جاتے ہیں کہ مولانا ہم اسلام سیکھنے کے لئے آئے تھے گالیاں اور مغلظات سننے کے لئے نہیں آئے۔ تو بہرحال اس زمانے میں جب مسیح و مہدی کا ظہور ہو چکا ہے ان نام نہاد علماء نے اس کو نہ مان کر یہی کچھ کرنا تھا کیونکہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی جس کا ایک حدیث میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم۔ الفصل الثالث روایت نمبر 276)

لیکن آپ لوگ جو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان چکے ہیں واپس اس غار کی طرف نہ جائیں جہاں گہرے اندھیرے ہیں۔ بلکہ نیکیوں پر قائم ہوتے ہوئے مسجدوں کو بھلائی، خیر اور روشنی کے مینار بنائیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہماری اس مسجد میں اس نیّت سے داخل ہوگا کہ بھلائی کی بات سیکھے یا بھلائی کی بات جانے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔ اور جو مسجد میں کسی اور نیّت سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 350۔ مطبوعہ بیروت)

اس کا مسجد میں آنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ مومنوں کی مساجد منافقین کے لئے، فتنہ پیدا کرنے والوں کے لئے نہیں ہوتیں۔

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک مسجد میں اس نیت سے داخل ہونے والا ہو کہ ایک خدا کی عبادت کرنی ہے اور بھلائی سیکھنی ہے اور پھر اس سیکھی ہوئی بھلائی کی بات پر خود بھی عمل کرنا ہے اور آگے بھی پھیلانا ہے۔ ہماری نیتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوں تاکہ ان لوگوں میں شامل ہوں جو جہاد کا ثواب لینے والے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اور رنجشیں بھلائی اور خیر سے محروم کرنے والی نہ ہوں۔ ہمارا مسجدوں میں آنا

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈیلیوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

ہمارے ماحول کے لئے خیر و برکات کا باعث ہو۔ نہ کہ دکھ اور تکلیف کا۔

پس جب اس نیّت سے ہر کوئی کوشش کر رہا ہوگا تو یہ کوششیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً مقبول ہوں گی۔ اور جہاں یہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائیں گی وہاں یہ ماحول میں محبتیں بھی بکھیر رہی ہوں گی۔ جماعت احمدیہ کی مساجد تو بہرحال بھلائی پھیلانے والی اور خیر پھیلانے والی ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو یہاں آنا بھی اسی نیت سے چاہئے۔ اگر کوئی فتنہ وفساد کی نیّت سے آئے گا تو اس کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر احمدی کو اس لحاظ سے بھی اپنے ماحول کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کبھی کوئی شرّ جماعت کے اندر یا مساجد میں کامیاب نہ ہو۔ ہر احمدی کو بھلائی اور خیر کی تعلیم کو ہی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ یہی چیز ہے جس نے اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا کردار ادا کرنا ہے، بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا ہے۔ یہ تعلیم پھیلانے میں مساجد ایک بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ ہماری مساجد امن کا نشان ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کی ضامن ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 جدید ایڈیشن)

تو جماعت کی ترقی تبھی ہوگی جب دنیا کو یہ باور کرادیں گے کہ مساجد خدا تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے دَر پر جھکانے کا ذریعہ ہیں نہ کہ فساد کا۔ اللہ کرے یہ مسجد جو آپ یہاں تعمیر کرنے والے ہیں یہ اس کا صحیح حق ادا کرنے والی ہو۔ آپ لوگ اپنی ذمہ واریاں سمجھنے والے ہوں اور یہ مسجد اس علاقے میں جماعت کی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہو، لوگوں کو کھینچنے کا باعث بنے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی۔ اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرادی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔ یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملادی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 491 مطبوعہ ربوہ)

اللہ کرے کہ ہماری اس مسجد کی بنیاد بھی تقویٰ پر ہو۔ اور ہم اپنی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کی تعمیر کریں۔ اس کا خوف اور اس کی خشیت ہمارے دلوں میں قائم ہو اور ہم اس قرآنی حکم پر عمل کرنے والے ہوں کہ ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یعنی اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

پس جب ہم اللہ تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رکھتے ہوئے اسے پکاریں گے اور ہمیں کوئی خواہش، کوئی لالچ ہوگا تو صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ اور ہمیں ان انعاموں کا وارث بنائے جن کا ذکر اس نے انبیاء کے ذکر میں قرآن کریم میں کیا ہے۔ اور ان دعاؤں کا وارث بنائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے کی ہیں۔ ان نیکیوں پر قائم کرے جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیں ہمیشہ اپنی چادر میں لپیٹے رکھے اور کبھی ہمارا شمار ان فسادیوں میں نہ ہو جن کا اس آیت کے شروع میں ذکر آیا ہے اور جو اصلاح کے بعد پھر بگڑ جاتے ہیں۔ بلکہ ہمارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کے پیار کو سمیٹنے والا ہو۔ اللہ کرے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں کہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو جھوٹی اَنا کے شیطانی چکر میں انسان کو پھنسا دیتی ہیں۔ اور بغیر دیکھے سوچے بدظنیوں پر بنیاد کرتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشیوں اور سخت کلمات تک جا پہنچتی ہیں۔ ہر احمدی کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس نے زمانے کے امام کو مان کر جو عہد کیا ہے کہیں وہ ان باتوں کے کرنے سے یا صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے سے یا بدظنیوں کی وجہ سے یا دوسرے کو حقیر سمجھنے سے اور تکبر کی وجہ سے وہ اس عہد کو توڑنے والا تو نہیں بن رہا۔ پس جب آپ اس سوچ کے ساتھ اپنے جائزے لے رہے ہوں گے، ہر کوئی اپنا جائزہ لے رہا ہوگا تو جہاں آپ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں میں شمار ہو رہے ہوں گے وہاں محبتوں کی خوشبو بھی فضا میں بکھیر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایسے عملوں کی توفیق دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’یاد رکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دینا کہ ہم اس سلسلے میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور اپنے عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بےسود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں۔ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اس طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کرلیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی، (یعنی بغیر عمل کے زندہ نہیں رہ سکتی)۔ ’’یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 282 جدید ایڈیشن)

تو یہ ہے وہ مقام جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پھر آپ اپنی جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں...... اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوکر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔‘‘ تکلیف نہ دیں۔ ’’وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں‘‘۔ اب یہ نہیں کہ ظلم کرنا نہیں ہے بلکہ خیال بھی دل میں نہیں لانا۔ ’’غرض ہر ایک قسم کے معاصی‘‘ یعنی گناہ ’’اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی‘‘، یعنی تمام ایسی چیزیں جو نہ کرنی چاہئیں نہ کہنی چاہئیں ’’اور تمام نفسانی جذبات اور بےجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بےشر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خمیران کے وجود میں نہ رہے...... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں''۔ جماعت میں یہ ابھی کافی کمی ہے یعنی باقاعدہ نمازیں پانچ وقت نہیں پڑھی جاتیں'' اور ظلم اور تعدی'' حد سے بڑھنا'' اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق''لوگوں کے حقوق مارنا'' اور بے جا طرف داری سے باز رہیں''۔

اب بے جا طرف داری میں یہ بھی آتا ہے کہ بعض دفعہ اپنے رشتہ داروں کا معاملہ اگر آ جائے تو بلاوجہ طرف داری کر دی جاتی ہے۔ جماعت میں اگر کوئی شکایت ہوتی ہے تو بے جا طرفداری کر کے اس کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یا اپنے کسی عزیز کی بے جا طرفداری کر کے دوسرے کے خلاف شکایت کی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن سے جماعت کے ہر آدمی کو بچنا چاہئے۔

''اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جوان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے...... یا حقوق العباد کی کچھ پروا نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج یا بد چلن آدمی ہے۔ اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت یا ارادت ہے''۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور بعد میں خلفاء سے ''اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بد زبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو''۔ یعنی حقیقت میں ایسے ہو جاؤ کہ سچے طور پر ان کو نصیحت کرنے والے ہو، مشورہ دینے والے ہو۔ اس کی بہتری چاہنے والے ہو۔'' اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔ یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو''۔ بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ بیٹھ کر مجلسیں جماتے ہیں اور دوسروں پر ہنسی ٹھٹھا کر رہے ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ:۔'' یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذبات نفس کو دبائے رکھو''۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:'' خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو''۔ اب نمونہ تو اس وقت بنیں گے جب اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کریں گے کہ جن کا ایک معیار ہو، جو نظر آتی ہوں۔ جن کو دیکھ کر دوسرے یہ کہہ سکیں کہ ہاں واقعی ایسی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے کہ یہ نمونہ قابل تقلید ہے۔

پھر فرمایا:'' سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جُدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا''۔ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ42-45)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس معیار پر پہنچ سکیں جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ آپؑ کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہوں تا کہ تمام دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرا سکیں۔ ہمارا کوئی فعل ایسا نہ ہو جس سے آپؑ نے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ ہمارا ہر قول اور ہر فعل ایسا ہو جو ہمیں آپؑ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ
اسلام کا مطابقِ فطرت معاشرتی اصول

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے ہاں حقوق کے اعتبار سے دونوں کو برابر رکھا ہے۔ فضیلت دینے کی وجہ سے مرد پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ڈالی ہیں اور اسے گھر کا نگران مقرر فرمایا ہے۔ مغربی دنیا نے دیگر باتوں کے علاوہ اسلام کی اس تعلیم کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مرد کے عورت پر قوّام ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ'' کا ایک معنی یہ لیا جاتا ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم بنائے گئے ہیں اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ کا ایک معنی یہ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر پہلو میں عورت پر فضیلت بخشی ہے۔ چنانچہ اہل مغرب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرد کو بنایا ہی ہر پہلو سے بہتر ہے اور اس وجہ سے وہ عورت پر حکم چلانے کا حق رکھتا ہے حالانکہ دونوں جگہ معنے غلط کیے گئے ہیں۔

سب سے پہلے تو لفظ قَوَّام کو دیکھتے ہیں۔ قَوَّام کہتے ہیں ایسی ذات کو جو اصلاح احوال کرنے والی ہو، جو درست کرنے والی ہو، جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قَوَّام اصلاحِ معاشرہ کے لیے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔

پس قَوَّامُوْن کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاح معاشرہ کی اوّل ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑنا شروع ہو جائے، ان میں کج روی پیدا ہو جائے، ان میں ایسی آزادیوں کی رَو چل پڑے جو ان کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہو تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلہ میں ادا نہیں کیں۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ میں خدا تعالیٰ نے جو بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر تخلیق میں کچھ خلقی فضیلتیں ایسی رکھی ہیں جو دوسری تخلیق میں نہیں ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ قَوَّام کے لحاظ سے مرد کی ایک فضیلت کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں کہ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ نہیں فرمایا کہ اس لیے کہ ہم نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی بلکہ فرمایا بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ایک عمومی اصول جاریہ کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں بارہا دوسری جگہ پر بھی ملتی ہیں چنانچہ فرمایا کہ ہم نے بعض کو بعض پر دوسرے پہلوؤں سے فضیلت بخشی ہے۔

اس پہلو سے جب ہم لفظ قَوَّام کو دیکھتے ہیں تو قَوَّام میں ایک معنی طاقتور کے بھی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ جسے صنفِ لطیف کہا جاتا ہے اور اہل مغرب بھی اسی طرح اس کو یاد کرتے ہیں اس میں ایک نزاکت پائی جاتی ہے اور مرد کو ایک قویٰ کی فضیلت مضبوطی کے لحاظ سے عورت پر عطا کی گئی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو دنیا بھر میں عورتوں اور مردوں کی کھیلوں وغیرہ کے مقابلے الگ الگ نہ ہوا کریں۔ اگر برابری کا تقاضا منصفانہ ہے تو پھر مردوں کی دوڑیں عورتوں کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ مردوں کی مُکّا بازی عورتوں کے ساتھ ہونی چاہئے، مردوں کی ہاکی ٹیم عورتوں کی ہاکی ٹیم کے مقابل پر ہونی چاہئے۔ مردوں کی کرکٹ ٹیم عورتوں کی کرکٹ ٹیم کے مقابل ہونی چاہئے۔ اسی طرح مردوں کی لمبی چھلانگ javelin throw اور گولے پھینکنے کے مقابلے وغیرہ وغیرہ سب اکٹھے ہونے چاہئیں۔ کیا جنسی برابری کا جدید تصور یہی تقاضا کرتا ہے؟ اگر نہیں تو لازماً انھیں ماننا پڑے گا کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ یعنی مردوں کو عورتوں پر ایک خِلقی برتری حاصل ہے۔ اگر وہ قرآن کو جھٹلا رہے ہیں تو زبان سے نہ جھٹلائیں، عمل سے جھٹلا کر دکھائیں۔......''

(اسلام میں عورت کا مقام، خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست 1987، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل یکم فروری تا 7 فروری 2002ء)

اس قابلِ عمل اسلامی اصول کی تصدیق حال ہی میں مغربی معاشرے میں سامنے آئی ہے جس میں فٹبال کے عالمی ادارے FIFA نے خاتون فٹبالر کے مردوں کے کلب میں کھیلنے پر پابندی لگائی ہے۔ تفصیلات کے مطابق فٹبال کے عالمی ادارے فیفا نے میکسیکو کی ایک شہرت یافتہ خاتون فٹبالر ''ماریبل دومنگیز'' کے مردوں کے فٹبال کلب میں کھیلنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ فیفا کی ایگزیکٹو کمیٹی نے اپنے فیصلے میں کہا کہ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ فٹبال کھیلنا چاہئے۔ ماریبل دومنگیز کی عمر 26 سال ہے اور انہوں نے خواتین کی قومی فٹبال ٹیم کی طرف سے کھیلتے ہوئے 43 میچوں میں 42 گول کئے ہیں۔ فیفا کی ایگزیکٹو کمیٹی نے سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ میں ماریبل دومنگیز کے مردوں کے ساتھ فٹبال کھیلنے پر پابندی کا فیصلہ ایک خصوصی اجلاس کے بعد کیا۔ ایک تحریری بیان میں فیفا نے زور دے کر کہا کہ مردوں اور عورتوں کے فٹبال میں تفریق رکھنی چاہئے۔ یہ بات لیگ فٹبال کے قواعد میں درج ہے اور بین الاقوامی طور پر بھی ایسا ہوتا ہے کہ عورتوں اور مردوں کے مقابلے الگ الگ منعقد ہوتے ہیں لہٰذا کھیل کے قواعد اور فیفا کے ضابطوں میں کسی استثناء کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سیلیا کلب نے کہا ہے کہ وہ فیفا کے فیصلے کی پابندی کرے گا۔ ماریبل دومنگیز کا کہنا تھا کہ میرے لیے مشکل کام شاید جسمانی طاقت میں مردوں کے برابر ہونا ہے لیکن جہاں تک کھیل کی تکنیک، میری خواہش اور میری قوت ارادی کا تعلق ہے یہ سب چیزیں پہلے ہی سے مجھ میں ہیں۔ (روزنامہ ''دن'' لاہور منگل، 21 دسمبر 2004ء صفحہ 11,12)

(مرسلہ: غلام مصباح بلوچ-ربوہ)

جماعت احمدیہ زمبابوے کا جلسہ سالانہ
(رپورٹ خواجہ مظفر احمد۔ مبلغ زمبابوے)

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ زمبابوے کو مورخہ 17/اپریل 2005ء کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جلسہ کا پروگرام ایک ماہ قبل تیار کر کے سب مقررین کو دیا گیا چنانچہ سب نے بہت اچھی تیاری کی اور اعلیٰ معیار کی تقاریر سُننے میں آئیں۔ تقاریر کے عناوین درج ذیل تھے۔ تاریخ جلسہ سالانہ، سیرت النبی ﷺ، تعارف جماعت احمدیہ و عقائد، نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں، نظام وصیت اور مالی قربانی، نماز کی اہمیت، ''جہاد'' اسلامی نقطہ نگاہ، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اور سوال و جواب کی مجلس۔ لیکن ان سب خطابات میں سب سے اہم بات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا دو صفحات پر مشتمل پیغام تھا جو ایک روز قبل بذریعہ فیکس موصول ہوا۔ جو جلسے کے آغاز میں ہی اردو، انگریزی اور پھر مقامی زبان Shona میں پڑھ کر سنایا گیا۔ الحمد للہ

جلسے میں 5 جماعتوں سے 104 افراد نے شمولیت کی۔ 8 غیر از جماعت احباب تشریف لائے۔ شام پانچ بجے جلسہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سال پہلے سے بڑھ کر ترقی عطا فرمائے اور ہزاروں افراد اس جلسے میں شامل ہوں اور ہم اس جلسے کے مقاصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی کینیڈا میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

واقفین نو بچوں اور ناصرات الاحمدیہ کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد اور بچوں کو اہم نصائح۔تقریب آمین

امریکہ و کینیڈا کے دور دراز علاقوں سے آنے والے سینکڑوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام سے انفرادی و فیملی ملاقات کا شرف حاصل کیا

رپورٹ: عبدالماجد طاہر

9 رجون بروز جمعرات2005ء

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رہائشگاہ کے عقبی لان میں ،مارکی میں پڑھائی۔احباب جماعت وینکوور کے علاوہ امریکہ کی بعض جماعتوں سے آنے والے احباب نے بھی حضور انور کی اقتداء میں نماز ادا کی۔خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد روزانہ باقاعدگی سے مختلف فاصلوں سے نماز فجر کی ادائیگی کے لئے آتی ہے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ساڑھے پانچ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے احمدیہ مشن ہاؤس وینکوور کے لئے روانہ ہوئے۔پانچ بجکر 55 منٹ پر حضور انور مشن ہاؤس پہنچے۔جونہی حضور انور گاڑی سے اترے تو امریکہ سے آنے والے بعض احباب جماعت نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔چھ بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

فیملی ملاقاتیں

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے دفتری ملاقاتوں میں ہدایات سے نوازا۔اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سات بجکر چالیس منٹ تک جاری رہیں۔آج کی ملاقاتوں میں جماعت وینکوور کے 25 خاندانوں کے 118 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

ملاقاتوں کے بعد پونے آٹھ بجے جماعت احمدیہ وینکوور کے واقفین نو بچوں کی حضور انور کے ساتھ کلاس کا انعقاد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم قاسم ناصر نے کی۔ بعد میں اسکا اردو ترجمہ عزیزم شعیب احمد اور انگریزی زبان میں ترجمہ ظافر محمود نے پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم ساغر محمود باجوہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظوم کلام میں سے نظم ؎

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔حضور انور نے اس بچے کو اپنے پاس بُلایا اور فرمایا ماشاءاللہ بہت اچھا پڑھا ہے اور اردو زبان میں لکھا ہوا پڑھا ہے۔فرمایا تم نے کمال کر دیا ہے۔حضور انور نے اس بچے کو ہدایت فرمائی کہ جو اردو زبان سیکھی ہوئی ہے اس کو اب جاری رکھنا ہے۔اس نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزم نبیل الرحمٰن خان نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم مصور احمد نے The Importance of Waqf and Waqf-e-Nau کے عنوان پر اور عزیزم فیروز احمد نے My Waqf and Preparation for Jamia Ahmadiyya کے موضوع پر تقریر کی۔

حضور انور نے فیروز احمد سے دریافت فرمایا کہ صرف تقریر کی ہے یا باقاعدہ جامعہ میں جانے کا پروگرام ہے۔جس پر اس بچے نے جواب دیا کہ جامعہ میں جانا ہے۔

اس پروگرام کے آخر پر پانچ واقفین نو بچوں عزیزم عدیل احمد خان، بشیر احمد، بلال باجوہ، عادل محمود اور فاطر محمود پر مشتمل گروپ نے British Columbia Welcomes کے عنوان سے ایک پروگرام پیش کیا۔ جس میں صوبہ برٹش کولمبیا اور اس کے چھ ریجنز کا تعارف کروایا گیا۔یہ تعارف تصویری زبان میں بھی ساتھ ساتھ T.V کی ایک بڑی سکرین پر پیش کیا جا رہا تھا۔

اس Presentation کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا آپ میں سے پانچوں نمازیں کون پڑھتا ہے؟اس پر ان بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے جو پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں۔پھر فرمایا جو چار نمازیں پڑھتے ہیں ،تین نمازیں پڑھتے ہیں ۔ان دونوں موقعوں پر بھی بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو بچے دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں انہیں نماز ہرگز معاف نہیں ہے۔تین یا چار نمازیں نہیں بلکہ پوری پانچوں نمازیں پڑھا کریں۔ نماز آپ پر فرض ہے۔وقف نو بچوں کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔واقفین نو بچوں میں بعض چھوٹی عمر کے بچے بھی شامل تھے۔حضور انور نے فرمایا آپ میں سے جن کو قرآن کریم پڑھنا آتا ہے وہ روزانہ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت کیا کریں اور اس میں بھی باقاعدگی اختیار کریں۔

آخر پر حضور انور نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے جو جامعہ میں جانا چاہتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔اس پر اس کلاس میں موجود 38 بچوں میں سے بڑی تعداد نے ہاتھ کھڑا کیا کہ وہ جامعہ میں جانا چاہتے ہیں۔تین بچوں نے ڈاکٹر بننے ،ایک نے انجنیئر اور ایک نے بزنس مین بننے کا اظہار کیا۔حضور انور نے اُس بچے کو جس نے بزنس لائن میں جانے کا اظہار کیا تھا فرمایا پھر تم ہمارے کام کے نہیں رہ جاؤ گے۔

اس کے بعد حضور انور نے بچوں کو ٹوپیاں عنایت فرمائیں اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں،آخر پر تمام بچوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ساڑھے آٹھ بجے یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

ناصرات الاحمدیہ کی کلاس

اس کے بعد جماعت احمدیہ وینکوور کی ناصرات الاحمدیہ کی کلاس حضور انور کے ساتھ شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ زائرہ احمد نے کی جس کا اردو ترجمہ عزیزہ طیّبہ شفقت نے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد دو بچیوں عزیزہ اقراء بتول و ثمرہ بتول نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے نظم ؎

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔بعد ازاں عزیزہ عینہ شرما نے تقویٰ کو اختیار کرنے اور اطاعت کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد عزیزہ آمنہ علی نے آیت قرآنیہ ''واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً و لا تفرقوا'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے آج کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت احمدیہ کی شکل میں اپنی رسّی عطا فرمائی ہے اس لئے ہم سب کو خلیفۂ وقت سے ایک مضبوط تعلق قائم کرنا چاہئے۔ایسا کرنے سے ہم تفرقہ سے بچ کر باہمی اتحاد کی لڑی میں پروئے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کے فرشتے ہماری مدد اور رہنمائی کریں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ''ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔''

خدا کرے کہ ہم اللہ کی اس رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور پھر نسل در نسل اس کے قیام اور مضبوطی کے لئے ہر قسم کی قربانی دیتے چلے جائیں۔خدا کرے کہ ہم سب اس طرح خلافت سے وابستہ ہو جائیں کہ ہمارا جینا ،مرنا اس کے ساتھ ہو اور ہم اپنی اگلی نسل کو پورے یقین اور اطمینان سے یہ کہہ سکیں کہ ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
(کلام محمود)

اس تقریر کے بعد صبا وڑائچ نے ''خلافت ایک نعمت عظمیٰ'' کے عنوان پر تقریر کی اور بتایا کہ اگر ہم خلافت سے سچّی محبت کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں ان نیکیوں کا اپنانا ہو گا جن کی طرف حضور انور ہمیں توجہ دلاتے ہیں۔ ہمیں ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی۔

ہم آج خوش قسمت ہیں کہ حضور انور ہم میں موجود ہیں اور ہم حضور انور سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام اور احمدیت کی ایک سچی مخلص اور وفادار خادمہ بنائے۔۔ہم حضور سے وعدہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں۔ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کے استحکام اور بقا کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے اور کسی منافق کے دھوکہ میں نہیں آئیں گے۔ہم دل و جان سے عہد بیعت نبھانے کا وعدہ کرتے ہیں۔

پروگرام کے آخر پر عزیزہ ملیحہ ظفر نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی نظم ؎ ''بدرگاہ ذی شان خیر الانام'' ترنم کے ساتھ پڑھی حضور انور نے اس بچی کو فرمایا ماشاءاللہ اچھی پڑھ لی ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: جو پندرہ سال سے اوپر کی واقفات نو بچیاں ہیں انہوں نے کیا بننا ہے۔کوئی پلان بنایا ہے یا نہیں۔اس پر دو بچیوں نے عرض کیا کہ حضور ہم نے ڈاکٹر بننا ہے۔اس پر حضور نے فرمایا بہت اچھی بات ہے۔بعض نے ٹیچر اور بعض نے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ بننے کا بھی اظہار کیا۔

پروگرام کے آخر پر حضور انور نے بچیوں کو حجاب عطا فرمائے اور چاکلیٹ بھی تقسیم فرمائیں۔

حضور انور نے بچیوں سے فرمایا کہ کیا سکول میں سکارف پہن کر جاتی ہیں؟ شرماتی تو نہیں کہ دوسروں نے نہیں پہنے ہوئے اور ہم نے پہنے ہوئے ہیں۔اس پر بچیوں نے جواب دیا ہم سکارف پہن کر سکول جاتی ہیں۔حضور انور نے خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا شرمانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔نو بج کر دس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ایک بچی عزیزہ ماہم ندیم چوہدری بنت ندیم انور چوہدری صاحب کی تقریب آمین ہوئی۔حضور انور نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ اور سورۃ الناس سُنی اور آخر پر دعا کروائی۔اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس سے روانہ ہو کر اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

10 جون بروز جمعۃ المبارک 2005

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی رہائشگاہ کے عقبی لان میں مارکی میں پڑھائی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام جماعت نے Ravi Banquet Hall میں کیا تھا۔حضور انور اپنی رہائشگاہ سے 1:30 بجے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔دو بجے حضور انور اس مذکورہ ہال میں پہنچے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو MTA کے ذریعہ Live نشر ہوا۔آج کے دن جماعت احمدیہ وینکوور کے علاوہ کینیڈا کی دوسری جماعتوں ،کیلگری ،ٹورانٹو ،آٹوا اور سسکاٹون سے بھی احباب جماعت لمبے فاصلے طے کر کے جمعہ میں شامل ہوئے۔ امریکہ کی جماعتوں ،سیٹل ،پورٹ لینڈ ،سان فرانسسکو، لاس اینجلیز، مشی گن ،میامی ،واشنگٹن ،ورجینیا اور میری لینڈ سے مختلف خاندان ہزار ہا میل کا سفر طے کر کے وینکوور پہنچے اور نماز جمعہ میں شامل ہوئے۔تین بجے حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

چھ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے۔اور ساڑھے چھ بجے مشن ہاؤس پہنچے۔ جہاں حضور انور نے اُس جگہ کا اور انتظامات کا معائنہ فرمایا جہاں کل صبح مسجد احمدیہ وینکوور کا سنگ بنیاد رکھا جانا ہے۔اس معائنہ کے بعد حضور انور نے مسجد کا ماڈل اور

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ از صفحہ نمبر 16

عشاق کے درمیان چلتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیا۔

بارہ بجکر پندرہ منٹ پر ائیر پورٹ سے کمپالا مشن ہاؤس کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور کے استقبال کے لئے آنے والے منسٹر آف سٹیٹ فار فارن افیئر ز نے حضور انور کو ائیر پورٹ سے روانہ کیا اور جب حضور انور گاڑی میں بیٹھ رہے تھے تو اُس نے کہا کہ آپ ہمارے سٹیٹ گیسٹ (State Guest) ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

ائیر پورٹ سے کمپالا مشن ہاؤس کا فاصلہ 40 کلومیٹر ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے حضور انور کو خصوصی پروٹوکول ملا۔ حضور انور کا قافلہ گورنمنٹ کی طرف سے مہیّا کئے جانے والے پولیس Escort میں روانہ ہوا۔ سب سے آگے پولیس کی گاڑی تھی۔ حضور انور کی گاڑی کے ساتھ سیکیورٹی سٹاف پر مشتمل گاڑی تھی۔ حضور انور کی گاڑی پر لوائے احمدیت لہرا رہا تھا۔

حضور انور کے قافلہ کے پیچھے ائیر پورٹ پر استقبال کے لئے جانے والے احباب جماعت کی گاڑیاں بھی شامل ہوتی رہیں۔ اور یوں یہ قافلہ بہت لمبا ہو گیا۔ جہاں تک نظر پڑتی تھی ایک قطار میں گاڑیاں ہی گاڑیاں دکھائی دیتی تھیں۔ احباب خصوصاً نوجوانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ چلتی ہوئی گاڑیوں سے اپنے ہاتھ باہر نکال کر جھنڈے لہرا رہے تھے اور خوشی سے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس 40 کلومیٹر کے سفر کے میں مسلسل نعروں کی آوازیں بلند ہوتی رہیں اور سڑک کے دونوں طرف لوگ کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھتے رہے۔

دوپہر ایک بجے حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس کمپالا پہنچے۔ یہاں بھی احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضور انور باہر تشریف لائے اور مشن ہاؤس کی عمارت اور تمام رہائشی حصوں کا معائنہ فرمایا اور موقع پر ہدایات سے نوازا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ راستوں پر محرابی دروازے بنائے گئے تھے۔

لوکل گورنمنٹ کے منسٹر کی حضور انور سے ملاقات

سوا پانچ بجے حضو رانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے Minister for local Government اور Boganda کنگڈم کے منسٹر فار فارن افیرز اینڈ پروٹوکول مشن ہاؤس تشریف لائے۔ اس موقع پر پریس کے نمائندے بھی آئے ہوئے تھے۔ ان مہمانوں کے ساتھ بڑے خوشگوار ماحول میں گفتگو ہوئی۔

منسٹر فار لوکل گورنمنٹ نے بتایا کہ میں نے حضور انور کے استقبال کے لئے ائیر پورٹ پر آنا تھا لیکن وہاں نہیں پہنچ سکا اس لئے اب حضور سے ملنے آیا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے ملک میں امن ہے چند سال قبل صورتحال تکلیف دہ تھی۔ ملک کے نارتھ میں حالات کی خرابی کے بارہ میں بھی گفتگو ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا اب Survive کرنے کا ایک ہی حل ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں، احترام کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

قرآن کریم کے تراجم کے ذکر میں حضور انور نے فرمایا کہ سواحیلی اور لوگنڈا زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ حضور انور نے ان دونوں منسٹرز کو کہا کہ اگر آپ کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کریں تو آپ کو مذہب کے بارہ میں علم ہو گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر قرآن کریم پڑھنے سے پہلے یہ کتاب پڑھ لی جائے تو پھر قرآن کریم کے معانی سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ حضور انور نے انہیں یہ کتاب پیش کی اور اس کتاب کے لکھے جانے کا پس منظر حضور انور نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

حضور انور نے MTA کے بارہ میں بتایا کہ جماعت کے ممبران کے چندوں سے یہ چینل ساری دنیا میں 24 گھنٹے چل رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ اس چینل کی فریکوائینسی کو ٹیون کریں تو آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اس پر ان دونوں مہمانوں نے کہا کہ ہم ضرور اس کا انتظام کریں گے۔

آخر پر منسٹر نے حضور انور سے ایک سوال پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنے امیج (Image) پر پیدا کیا ہے۔ اس کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی صفات پر پیدا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بعض ایسی صفات ہیں جن کو انسان اپنا سکتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ رحم کرنے والا ہے مہربان ہے۔ انسان بھی اپنے دائرہ میں رحم کر سکتا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ معاف کرتا ہے انسان بھی معاف کر سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا اب ہمیں حقیقت پتہ لگی ہے۔

ان دونوں منسٹرز کے ساتھ یہ ملاقات مجموعی طور پر 25 منٹ تک جاری رہی۔ ملاقات کے دوران حضور انور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں مارکی لگا کر استقبال کے لئے آنے والے احباب کی کثرت کے پیش نظر نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد بھی ملاقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

کمپالا میں استقبالیہ تقریب

سوا چھ بجے حضور انور اُس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور کے استقبال کے لئے آنے والے احباب اپنے پیارے آقا کے منتظر تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد منسٹر فار لوکل گورنمنٹ نے حضور انور کو یوگنڈا میں آمد پر خوش آمدید کہا اور حضور انور سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور بتایا کہ احمدیہ مشن کے ساتھ میرا بہت پرانا تعلق ہے۔ جب مجھے بتایا گیا کہ حضور انور یوگنڈا آ رہے ہیں تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔

میں نے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے ائیر پورٹ پر جانا تھا لیکن وہاں نہیں پہنچ سکا۔ اب یہاں آیا ہوں۔ آخر پر منسٹر نے شکریہ ادا کیا کہ انہیں یہاں بات کرنے کا موقع دیا گیا۔

اس کے بعد حضو رانور ایدہ اللہ نے احباب جماعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا جلسہ سالانہ انشاء اللہ پرسوں سے شروع ہو رہا ہے۔ اسی جلسہ میں مَیں آپ کو تفصیل کے ساتھ جو کہنا چاہتا ہوں کہوں گا۔ چونکہ آج یہاں استقبال کے لئے آپ اکٹھے ہوئے ہیں۔ آنر یبل منسٹر بھی موجود ہیں۔ اس لحاظ سے آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں جماعت احمدیہ کے دو مقاصد ہیں ایک یہ کہ خدائے واحد کی عبادت کریں۔ اس کو مانیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو تعلیم دی ہے اور جس طرح آپؐ نے ہمیں خدا کی شناخت کروائی ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ دوسرے یہ کہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ کوئی قبیلہ کا اختلاف، خاندان کا اختلاف یا رنگ ونسل کا اختلاف، امن کے راستہ میں اور بھائی بھائی بننے کے راستہ میں روک نہ ہو۔

حدیث میں آیا ہے کہ حبّ الوطن ایمان کا حصہ ہے اس لئے ہر احمدی کو اپنے وطن سے محبت کرنی چاہئے۔ کسی رنگ میں بھی وطن کے لئے نقصان دہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت میں مختصراً اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔ اس بارہ میں انشاء اللہ جلسہ میں تفصیل سے آپ کو بتاؤں گا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور کے خطاب کا لوگنڈا زبان میں ساتھ ساتھ رواں ترجمہ مکرم محمد علی کائرے صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا۔ اس کے بعد بچیوں کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں استقبالیہ نغمات پیش کئے۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں بڑی عمر کی بچیوں نے مل کر استقبالیہ نغمات پیش کئے اور ایک مقامی بچی نے ثاقب زیروی صاحب کی یہ نظم بھی خوش الحانی سے پڑھی۔ ؎ طواف شمع کو پھر آ گئے ہیں پروانے

حضور انور نے ان بچیوں میں چاکلیٹ اور قلم تقسیم فرمائے۔ ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ نے احمدیہ مسجد کمپالا میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

منسٹر ٹورازم وممبر پارلیمنٹ کی ملاقات

رات آٹھ بجے Hon Daudi Migereko منسٹر ٹورازم اور ایک ممبر پارلیمنٹ Mr.Molengand Bernard حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان دونوں احباب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا۔ حضور انور نے مختلف امور پر ان سے گفتگو فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا آپ کا ملک ایک ایگریکلچرل ملک ہے۔ اس کی زمین بڑی فرٹائیل ہے۔ اگر حکومت چھوٹے کسانوں کو آسان قرضے دے اور ان کو سپورٹ کرے تو لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ قرض رقم کی صورت میں نہ ہو کیونکہ یہ غریب لوگ ہیں رقم اپنی خوراک وغیرہ پر خرچ کر لیں گے۔ اسلئے ان کو بیج دیا جائے اور پھر ان کی نگرانی ہو اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہ بیج فروخت نہیں کریں گے بلکہ اس سے فصل اگائیں گے۔ اس طرح ان کے حالات درست ہوں گے۔

حضور انور نے دوران گفتگو لندن میں اپنے قیام کے بارہ میں بتایا اور اس بارہ میں بھی تفصیل سے بتایا کہ لندن قیام کن وجوہات کی بنا پر ہے۔ حضور نے MTA کے بارہ میں بتایا کہ لندن سے اس کے ذریعہ ساری دنیا سے رابطہ ہے جب کہ پاکستان سے MTA کا چلانا ناممکن تھا۔ موصوف منسٹر سے ٹریڈ کے حوالہ سے بھی حضور انور نے گفتگو فرمائی۔

یہ ملاقات بیس منٹ تک جاری رہی۔ اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

18 رمئی بروز بدھ 2005ء

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد کمپالا میں پڑھائی۔ آج پروگرام کے مطابق براستہ Mibikko جنجہ (Jinja) کے لئے روانگی تھی۔ کمپالا سے جنجہ کا فاصلہ 91 کلومیٹر ہے۔

Mibiko میں احمدیہ پرائمری سکول کا معائنہ اور حاضرین سے خطاب

گیارہ بجکر پچیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل دعا کروائی۔ دعا کے بعد قافلہ پولیس کے Escort میں روانہ ہوا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ Mibikko پہنچے۔ جہاں احباب جماعت نے پُر جوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ یہاں جماعت کی مسجد اور مشن ہاؤس کے علاوہ جماعت کا پرائمری سکول بھی ہے جس میں اس وقت چھ صد بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس پرائمری سکول کے احاطہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں اس علاقہ کے مئیر، کونسلرز، چیئر مین اور مختلف فرقوں کے مذہبی لیڈر شامل تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد چیئر مین نے سکول کی مختصر تاریخ بتائی اور بیان کیا کہ ستمبر 1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دورہ یوگنڈا میں اس سکول کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ چیئر مین نے اپنی رپورٹ میں سکول کی بعض ضروریات کا ذکر کیا۔ اس کے بعد علاقہ کے میئر نے حضور انور کی Mibikko آمد پر حضور انور کو اس علاقہ کے باشندوں کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ میئر نے اس تقریب میں شامل کونسلر احباب کا تعارف کروایا اور بتایا کہ ہم سب آپ کی یہاں آمد پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کی جماعت کے چیئر مین یہاں آئے تھے۔ انہوں نے سکول کی ضرورتوں اور ڈیمانڈ کا ذکر کیا ہے۔ تو اس سکول کا جہاں تک تعلق ہے جماعت بغیر کسی امتیاز مذہب و ملّت ونسل کے لوگوں کی خدمت کرتی ہے اور اسی خدمت کے پیش نظر یہاں سکول کھولا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے سُن کر حیرانی ہوئی کہ اس سکول میں چھ سو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ جو بلڈنگ مجھے نظر آ رہی ہے یہ چھ سو بچوں کے لئے ناکافی ہے۔ موجودہ بلڈنگ میں بھی کچھ کام ہونے والا ہے۔ عمارت کی کھڑکیاں اور دروازے لگنے والے ہیں اور پلستر وغیرہ ہونے والا ہے۔ حضور انور نے فرمایا انشاء اللہ یہ سب کام جلد کروایا جائے گا۔ یہ سب مکمل ہو جائے گا۔ اسی طرح سامنے جو ایڈمنسٹریشن بلاک بنانا چاہتے ہیں اور جس کی تعمیر شروع ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ 600 بچوں کے لئے سکول چھوٹا ہے۔ پہلی Phase میں دو مزید کلاس رومز بنوانے کی منظوری دیتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کی جو احمدی آبادی ہے ان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے بچے ضرور تعلیم حاصل کریں اور پرائمری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سیکنڈری سکول میں داخل ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بغیر کسی امتیاز کے جس کے بچے پڑھائی میں اچھے ہوں گے اور ان کے مالی حالات کمزور ہوں گے تو جماعت ان کی مدد کرے گی۔ جو بچے اچھے اور ذہین ہوں گے اور ان کو یونیورسٹیوں میں داخلہ مل جائے گا تو جماعت ایسے غریب بچوں کی مدد کرے گی۔

حضور انور نے فرمایا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو بچے اچھی تعلیم حاصل کریں گے اگر ان کو بیرونی یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا اور ان کی مالی مدد کی ضرورت پڑی تو جماعت ان کی مدد کرے گی۔ اس لئے ہر بچہ جو تعلیم حاصل کر رہا ہے وہ پوری کوشش کرے اور ان کے والدین پوری کوشش کریں کہ وہ بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔

حضور نے فرمایا جہاں تک سیکنڈری سکول اور کلینک کا سوال ہے اس کا جائزہ لیا جائے گا۔ جائزہ کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو جماعت انشاء اللہ اس بارہ میں بھی مدد کرے گی۔ حضور نے فرمایا اس علاقہ میں ہسپتال کی زیادہ ضرورت ہے جتنی جلدی لوکل انتظامیہ تعاون کرے گی

اتنی جلدی ہم ہسپتال شروع کرنے کی کوشش کریں گے۔

سکول میں بجلی کے انتظام کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں میں بجلی ہے تو سکول میں بھی بجلی آجائے گی۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ یہاں کے جو احمدی ہیں وہ جنجہ میں جلسہ سالانہ پر آئیں گے انشاء اللہ وہاں پر باتیں ہوں گی۔ اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے لجنہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بچوں کو تعلیم دلوائیں۔ جماعت جو مدد کرسکتی ہے کرے گی۔ انشاء اللہ

ایک بجکر 20 منٹ پر یہاں سے Jinja کے لئے روانگی ہوئی۔ Jinja میں حضور کا قیام دریائے نیل کے کنارے واقع Jinja Nile Resorts Mada Hotel میں تھا۔

پچیس منٹ کے سفر کے بعد ایک بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی اس جائے رہائش پر پہنچے۔

Kasambira میں استقبالیہ تقریب میں خطاب

تین بجکر 45 منٹ پر یہاں سے پولیس کے Escort میں Kasambira کے لئے روانگی ہوئی۔ جنجہ سے Kasambira کا فاصلہ 39 کلو میٹر ہے۔ جہاں سکول کے ایک کھلے میدان میں شامیانے لگا کر ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں اس علاقہ کی جماعتوں سے تین ہزار سے زائد مرد و خواتین، بچے، بوڑھے جمع ہوئے تھے۔ چار بجکر 35 منٹ پر حضور انور Kasambira پہنچے اور پہلے راستہ میں رُک کر مسجد احمدیہ کا معائنہ فرمایا۔ اس علاقہ میں 1960ء سے مشن قائم ہے اب چند سال قبل نئی مسجد اور مشن ہاؤس بنا ہے۔ یہاں احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔

مسجد سے اس کھلے میدان تک جہاں تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا سڑک کے دونوں اطراف استقبالیہ بینرز لگائے گئے تھے اور سڑک کے دونوں اطراف کھڑے احباب جماعت اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

حضور انور نے یہاں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔

اس کے بعد علاقہ کے چیئر مین نے حضور انور کو Kasambira میں تشریف لانے پر خوش آمدید کہا۔ اور دیگر مہمانوں کی آمد کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد چیئر مین LC5 نے اپنے ایڈریس میں حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

بعد ازاں ڈپٹی سپیکر کے نمائندہ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ ہم آپ کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے یوگنڈا کے وزٹ میں Kasambira کو چُنا ہے۔ آپ ہمیشہ آئیں اور یہاں رہیں ہم آپ کا ہر طرح سے خیال رکھیں گے۔ آخر پر انہوں نے حضور انور کی خدمت میں اس علاقہ کے لوگوں کے لئے اور یوگنڈا کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ: پہلے تو میں آپ سب احمدیوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے پیغام کو سُنا اور مانا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک آپ کا سلام پہنچایا۔ سلام پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؑ کو قبول کیا۔ حضور نے فرمایا کہ تمام مسلم اُمّہ کو آنحضرت ﷺ نے پیغام دیا تھا کہ چودھویں صدی میں جب میرا مہدی نازل ہوگا تو اس کو مان لینا۔ الحمدللہ آپ خوش قسمت لوگ ہیں کہ آپ نے اس مہدی کو مان لیا اور سلام پہنچایا۔ اس سلام پہنچانے کا یہ مطلب ہے کہ اب آپ نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنا ہے۔ آپ نے اس بات کو سمجھنا ہے کہ ہمیں خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس لئے ہر احمدی بچہ، جوان، بوڑھا، مرد، عورت کو چاہئے کہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اپنی مسجدوں کو آباد کریں اور اس کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھائیں کیونکہ یہ بھی دین کا بہت بڑا مقصد ہے۔ اسی لئے انبیاء آئے ہیں کہ آپس میں لوگوں میں بھائی چارہ پیدا کیا جائے اور دوسرے اعلیٰ اخلاق اختیار کئے جائیں۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد عبادتوں پر زور دے اور اعلیٰ اخلاق اختیار کرے۔

حضور نے فرمایا کہ چیئر مین صاحب نے بتایا ہے کہ یہاں زراعت بہت زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احمدی زمینداروں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ محنت کریں۔ اور اس علاقہ کی بہتری کے لئے غلّہ پیدا کریں۔ اس طرح ان کے اپنے معاشی حالات بھی بہتر رہیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی ہونے کے بعد آپ کے اندر خاص تبدیلی پیدا ہونی چاہئے جو دوسروں کو نظر آئے اور غیر یہ محسوس کریں کہ اس شخص میں احمدی ہونے کے بعد نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ یہ شخص محنت بھی زیادہ کرتا ہے اور وطن سے محبت بھی دوسروں سے زیادہ ہے۔

حضور نے فرمایا اگر یہ سوچ آپ میں پیدا ہوگی تو تبھی کہا جا سکتا ہے کہ احمدی ہونے کا مقصد آپ نے حاصل کرلیا۔ ورنہ تو احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح والدین اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے بچے دینی تعلیم حاصل کریں۔ صحیح تربیت حاصل کریں۔ اسی طرح دنیاوی تعلیم حاصل کریں جس طرح کہ ابھی اس علاقہ کے چیئر مین کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ یہاں تعلیم اور میڈیکل کی کمی ہے۔ اس لئے میں اس بات کا جائزہ لوں گا کہ یہاں کس قسم کا سکول اور کس قسم کا ہسپتال / کلینک کھولا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو پڑھنے کی عادت ڈالیں اور ضرور سکول بھجوائیں۔ پرائمری کے بعد سیکنڈری سکول بھجوائیں اور پھر مزید تعلیم دلوائیں۔ اس دنیا میں اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دوسروں کے ماتحت نہیں ہونا تو آپ کو ہر صورت میں تعلیم حاصل کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا کیونکہ یہ غریب اور زمیندار لوگوں کا علاقہ ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں سیکنڈری سکول کی سہولت نہیں ہے دور جانا پڑتا ہے۔ جو بچے اس قصبہ کے، گاؤں کے اپنے مالی وسائل کی وجہ سے سیکنڈری سکول نہیں جا سکتے وہ اگر اچھے نمبر لینے والے ہوں گے، 70 فیصد نمبر لیں گے تو ان کو آگے تعلیم کے حصول میں مدد دی جائے گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا بچوں کو محنت کرنی پڑے گی۔ اچھے نمبر لینے پڑیں گے۔ تب یہ سہولت میسر آئے گی۔

حضور نے فرمایا کہ ہم یہاں سیکنڈری سکول کا بھی جائزہ لیں گے اور سیکنڈری سکول کھولیں گے۔ اس طرح جو بچے اعلیٰ تعلیم کے خواہش مند ہوں اچھے نمبر حاصل کرنے والے ہوں اور ان کو یونیورسٹیوں میں داخلہ مل جائے تو جماعت ان کو یونیورسٹیوں میں تعلیم دلانے میں مدد کرے گی۔

حضور نے فرمایا کہ چھوٹا علاقہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ جماعت صرف احمدیوں کی مدد کرے گی بلکہ بلا تفریق مذہب، ملّت، رنگ و نسل سب طلباء کی مدد کرے گی۔ تو بہرحال خلاصۃً ہر احمدی اور ہر یوگنڈین شہری کو میرا پیغام یہ ہے کہ آپ کا ملک ترقی یافتہ ممالک میں کھڑا ہو جائے۔ تو محنت کریں اور خدا سے لَو لگائیں۔ تعلیم حاصل کرنا آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے آئندہ مستقبل میں اپنی قوم کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ آپ میں سے ہی مستقبل کے ممبر پارلیمنٹ پیدا ہونے ہیں، سپیکر بھی پیدا ہونے ہیں اور صدر بھی پیدا ہونے ہیں۔ اس لئے میں سب بچوں کو کہتا ہوں کہ وقت ضائع نہ کریں۔ تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دیں اور دوسری لغویات کی طرف توجہ نہ دیں۔ والدین نگرانی کریں کہ بچے صحیح راستہ پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ میرا پیغام عورتوں کے لئے بھی تھا کہ لڑکیاں زیادہ محنت کریں گی تو مردوں سے آگے نکل جائیں گی۔ جس قوم کی عورتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں اور اپنی نسل کو سنبھال لیں وہ قوم کبھی تباہ نہیں ہوسکتی۔ امید ہے آپ لوگ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں گے۔

اس کے بعد بچیوں نے خوبصورت لباس میں ملبوس کورس کی شکل میں خوش الحانی کے ساتھ استقبالیہ نظمیں پڑھیں۔ اس دوران حضور انور وہاں تشریف فرما رہے۔ آخر پر حضور نے بچوں میں قلم تقسیم فرمائے۔

چھ بجکر 10 منٹ پر حضور انور Kasambira سے واپس Jinja اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آٹھ بجے حضور انور نے مسجد احمدیہ جنجہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

19 مئی بروز جمعرات 2005ء

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''احمدیہ مسجد جنجہ'' میں پڑھائی۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔ آج یوگنڈا کے جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ ایک سکول کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں مارکی اور شامیانے لگا کر جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت اور افتتاحی خطاب

جلسہ گاہ اور سٹیج کو خوبصورت بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ آج کا دن جماعت احمدیہ یوگنڈا کی تاریخ میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ یوگنڈا کی سرزمین پر یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ تھا جس میں خلیفۃ المسیح بنفس نفیس شرکت فرما رہے تھے۔ پھر یہ دن اس لحاظ سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ یوگنڈا سے پہلی مرتبہ حضور انور کا خطاب MTA پر ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ Live نشر کیا گیا۔ اس سے پہلے اس ملک سے کبھی بھی MTA کی Live نشریات نہیں ہوئیں۔ پس آج کا دن بہت مبارک دن تھا جو اپنے ساتھ بے شمار برکتیں لایا اور ترقیات کے لئے دروازے کھولتا ہوا رخصت ہوا۔

حضور انور جلسہ گاہ کے لئے جو کہ رہائشگاہ سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلہ پر تھا تین بجکر چالیس منٹ پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں جنجہ (Jinja) ہسپتال میں رُک کر ان دو زخمیوں کی عیادت فرمائی جو 17 مئی کو حضور انور کے استقبال کے لئے کمپالا پہنچے تھے اور اُسی روز رات واپسی پر ان کی گاڑی جنجہ کے قریب حادثہ کا شکار ہوئی۔ حضور انور نے ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں وزیٹر بک پر دستخط فرمائے۔ ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ حضور انور کو اپنے ساتھ اس وارڈ میں لے گئے جہاں یہ دونوں زخمی مکرم Eddi Osam Beko اور ان کا بیٹا زیر علاج تھے۔ حضور انور نے Eddi صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اِن دونوں باپ بیٹا کی طبیعت دریافت فرمائی اور تحفہ دیا۔

اس کے بعد حضور انور یہاں سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ چار بجکر پچیس منٹ پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے۔ سب سے پہلے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب یوگنڈا نے یوگنڈا کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور نے صدر خدام الاحمدیہ یوگنڈا کو ہدایت فرمائی کہ لوائے احمدیت کی حفاظت پر پانچ خدام ڈیوٹی پر موجود رہنے چاہئیں۔ اگر خدام کی کمی ہو تو پھر کم از کم تین خدام ضرور اس کی حفاظت پر مامور ہونے چاہئیں۔

اس کے بعد 4:30 بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادئیگی کے بعد جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک مقامی خادم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

ترنم سے پڑھا۔

اس کے بعد جلسہ پر آنے والے مہمانوں میں سے علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ کے نمائندہ نے جنجہ آمد پر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس کے بعد چیئر مین LC5 کے نمائندہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ جنجہ کے لوگوں کے لئے آج کا دن ایک تاریخی دن ہے کہ وہ حضور کی زیارت کر رہے ہیں۔ ایئر پورٹ پر آپ کی آمد اور پریس کانفرنس کی خبر اخبار میں دیکھی تھی تو اس وقت سے میری خواہش تھی کہ جنجہ میں آپ کا استقبال کروں۔ آج یہ موقع پیدا ہو گیا ہے۔

اس کے بعد میئر آف جنجہ نے حضور انور کو جنجہ آمد پر خوش آمدید کہا اور بتایا کہ جنجہ ملک کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ میئر آف جنجہ نے حضور انور کو شہر کی چابی پیش کرنے کا بھی اعلان کیا۔

اس کے بعد حضور انور اپنے خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے تو سارا جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھا۔ جلسہ میں شامل ہونے والے ساڑھے چار ہزار سے زائد احباب نے بڑے والہانہ انداز میں پُرجوش نعرے لگائے۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جماعت احمدیہ یوگنڈا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح جلسہ میں خطاب کر رہا ہے۔ حضور انور

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افتتاحی خطاب میں سورۃ الذاریات کی آیت کریمہ نمبر 57 کے حوالے سے انسانی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی عبادت اور اپنا شکر گزار بندہ بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کر کے سمجھایا کہ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی خاطر اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ دے اور جنگل میں جا کر بیٹھ جائے اور رہبانیت کا طریق اختیار کرے۔ اسلام ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو انسان اگر مطمح نظر بنائے تو پھر اس زندگی کا کوئی فائدہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بغیر گزرے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے لیکن ان چیزوں کو خدا کے برابر درجہ دے دینا یہ غلط ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اُس سے یہ پوچھے گا کہ تم نے میری نعمتوں سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا اور کیوں کاہلی اور سُستی میں پڑے رہے۔ گویا تم نے میری نعمتوں کا شکر نہیں کیا۔ پس ہر وہ کام جو اپنے مقررہ وقت پر نہ بجالایا جائے وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کے زمرہ میں آتا ہے۔ پس ہر ایسا شخص خدا کے حکموں کو توڑنے والا گویا خدائی شریعت سے ٹکر لینے والا تو قرار پائے گا مگر اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں ٹھہرے گا۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کو اس کے تمام حقوق و فرائض کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کریمہ اُدْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْن کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پورے اخلاص اور وفا کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے۔ اور اس مضمون کو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کے الفاظ میں سورۃ فاتحہ میں اور بھی زیادہ کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ انسان اپنی مکمل کمزوری اور بیکسی کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔

حضور انور نے فرمایا: عبادت دراصل مکمل تواضع اور سپردگی کا نام ہے جسے اُس طریق سے بجالانا چاہئے جو شریعت نے سکھایا ہے۔ جسے اس طرح سکھایا گیا ہے کہ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی رکوع کی حالت میں اور کبھی سجدے کی حالت میں خدا کے حضور جھکا جائے۔ پس اگر آپ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اپنی تخلیق کے مقصد کو پالیں گے اور اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی بجالا رہے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو اس طرح سے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کی دعا مانگ رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام ایسی باتوں سے بچائے جو اُس کی ناراضگی کا موجب ہوں۔ حضور انور نے فرمایا۔ جب آپ اس طرح عبادت کر رہے ہوں گے اور آپ اللہ کے حضور جھک رہے ہوں گے تو آپ اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر رہے ہوں گے اور اپنی اولاد کے لئے دعا مانگ رہے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ انہیں دنیا کی ہر قسم کی آلودگیوں سے محفوظ رکھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

حضور انور نے فرمایا: جب پوری جماعت مل کر اس طریق سے عبادتیں کر رہی ہوگی جو طریق شریعت نے سکھایا ہے تو ساری جماعت پر پہلے سے بڑھ کر اللہ کے فضل اور اس کی رحمتیں برس رہی ہوں گی۔ لیکن اگر آپ اس طرح عبادت نہیں کریں گے اور اپنی پیدائش کے مقصد کو بھول جائیں گے تو پھر آنحضرت ﷺ کا انتباہ یاد رکھیں کہ جو لوگ اللہ کی عبادت کے بارہ میں تکبّر سے کام لیتے ہیں وہ سب کے سب جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ یہ بہت ہی سخت انتباہ ہے جس کی طرف ہر احمدی کو پوری طرح متوجہ رہنا چاہئے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے چاہئیں۔ اس کے بعد حضور انور نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے مضمون کی طرف توجہ دلائی۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اس جلسہ کے دوران آپ میں سے ہر چھوٹا بڑا، مرد اور عورت اس بات کے لئے کوشاں رہے کہ وہ اپنی عبادت کے معیار کو بلند کرے گا۔ حضور انور نے ذکر الٰہی کی مجالس منعقد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مضمون کو بھی ایک حدیث کے ذریعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف اُسی عبادت اور اُس اچھے کام کو پسند فرماتا ہے جس میں استقلال اور باقاعدگی ہو۔

حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس جلسہ سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی توفیق دے اور آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے۔

آخر پر حضور انور نے جلسہ پر تشریف لانے والے معزّز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا جو اپنا قیمتی وقت نکال کر ہمارے جلسہ میں تشریف لائے اور اپنی محبت اور اخوّت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور کا یہ خطاب چھ بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔ اس خطاب کا یوگنڈا کی مقامی زبان لوگنڈا میں رواں ترجمہ مکرم محمد علی کائرے صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا۔

حضور انور نے آنے والے مہمانوں کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور حضور انور کی آمد پر بڑے جوش اور ولولہ سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اس موقع پر بچیوں کے مختلف گروپس نے بہت ہی خوبصورت انداز میں استقبالیہ نغمات پیش کئے اور حضور انور کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا۔ جب بچیاں یہ نغمات پیش کر رہی تھیں تو بہت روح پرور نظارہ تھا۔ مقامی زبان ہونے کی وجہ سے بعض نغمات کی سمجھ تو نہیں آتی تھی لیکن بچیوں کے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے اور ان کے ہاتھوں کے اشارے بتا رہے تھے کہ وہ اپنے پیارے آقا کے لئے دل کی گہرائیوں سے فدائیت اور محبت کا اظہار کر رہی ہیں۔ اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف فرما رہے، اس کے بعد پونے سات بجے حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔ 8:30 بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

20 مئی بروز جمعۃ المبارک 2005

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر پڑھائی۔ ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یوگنڈا کی سرزمین سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا جو ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ MTA پر Live نشر ہوا۔ جلسہ سالانہ یوگنڈا کے پہلے دن کی طرح، جلسہ کا یہ دوسرا اور آخری دن بھی ایک تاریخی اہمیت کا حامل دن ہے اور اس کے ساتھ یوگنڈا بھی ان ممالک میں شامل ہو گیا جہاں سے حضور انور کے خطبات جمعہ MTA کے ذریعہ Live نشر ہوئے۔ حضور انور کے خطبہ جمعہ کا متن علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

دو بجے حضور انور نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی جائے رہائشگاہ Jinja Neil Resort تشریف لے آئے۔ ساڑھے چار بجے حضور انور اپنے اختتامی خطاب کے لئے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ جونہی حضور انور جلسہ گاہ پہنچے تو احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور کچھ دیر کے لئے جلسہ گاہ نعروں سے گونجتی رہی۔

جلسہ سالانہ یوگنڈا سے اختتامی خطاب

جلسہ کی اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ ''یا عین فیض اللہ والعرفان'' سے منتخب اشعار پڑھے گئے اور ان کا ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد چار بجکر پچاس منٹ پر حضور انور اپنے اختتامی خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ حضور انور نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ کل میں نے آپ کو زیادہ سے زیادہ وقت دعا اور ذکر الٰہی میں گزارنے کی طرف توجہ دلائی تھی جو کہ ہماری پیدائش کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ میں سے ہر ایک نے اسی طرح کوشش کی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا: آج میں حقوق العباد اور نظام جماعت کے مضمون کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کے دو ہی حکم ہیں ایک اللہ کی توحید اور اس کی فرمانبرداری اور دوسرا اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے ان ضروری امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ کردار کے اچھے ہوں اور ہر قسم کی بدیوں سے دور بھاگنے والے ہوں، پنج وقتہ نمازوں کے عادی ہوں، جھوٹ نہ بولیں، کسی کو دکھ نہ دیں، کسی کو اپنی زبان کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور کبھی کسی سے بدعہدی یا فساد کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ ہر ایک سے ہمدردی ان کا شیوہ ہو اور ہمیشہ اپنے خدا سے ڈرتے رہیں اور اپنی زبان، ہاتھ اور سوچوں کو ہر قسم کی ردّی اور منفی باتوں سے بچا کر رکھیں۔ ظلم، جھگڑے، کسی کو تنگ کرنا اور رشوت خوری اور دوسروں کے حقوق دبانے سے ہمیشہ دور رہیں۔ کسی بُری مجلس میں نہ بیٹھیں، کبھی کسی مذہب کو کوئی نقصان پہنچانے یا بُرا کہنے کے بارہ میں نہ سوچیں۔ کسی قوم، یا کسی فرقہ کے لوگوں کو تکلیف نہ دیں۔ ہر ایک کے خیر خواہ اور ہمدرد ہوں، معافی اور چشم پوشی ان کا شیوہ ہو۔ صبر اور تحمل سے ہر کام کریں۔ کبھی کسی پر نامناسب طریق سے کوئی حملہ نہ کریں اور اپنے غصے کو قابو میں رکھیں۔ اگر کوئی انکے ساتھ ظلم اور زیادتی بھی کرے تو سلام کہہ دیں اور پُر وقار طور پر ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح آپ کے دل ہر کجی سے پاک اور ہاتھ ہر ظلم سے آزاد اور آنکھیں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ رہیں۔ اللہ کی مخلوق سے ہمدردی اور دیانتداری کے سوا کوئی جذبہ تم لوگوں میں نہ ہو۔

حضور انور نے نظام جماعت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اپنے دل و دماغ اور سوسائٹی میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ نظام جماعت کی بقا کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطاعت اور فرمانبرداری کا طریق اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جو سورۃ نساء کی آیت 60 میں مذکور ہے۔

حضور انور نے سورہ نساء کی اس آیت کی روشنی میں تفصیل سے نظام جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی اور اس ضمن میں حضور انور نے سورہ انفال کی آیت 47 کا بھی ذکر فرمایا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں لڑائی جھگڑے نہ کرو ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔ پس ایسے موقعوں پر صبر اختیار کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یاد رکھو کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں وہی طاقت پکڑا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے ایک حدیث بھی بیان فرمائی کہ اگر تمہارے حقوق دبائے بھی جا رہے ہوں تو پھر بھی تمہیں اطاعت ہی اختیار کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کو اسی کے مطابق اپنی زندگی استوار کرنی چاہئے۔ اس کے بعد حضور انور نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ جھوٹ نہ بولنے کے نتیجہ میں انسان بدیوں سے مکمل طور پر چھٹکارا پا لیتا ہے۔ کیونکہ ایک جھوٹ آگے بہت سے جھوٹ بولنے کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ مکمل طور پر جھوٹ بولنے سے باز رہے اور جب جھوٹ نہیں بولے گا تو بے شمار برائیوں سے بچ جائے گا۔

پھر حضور انور نے ہمیشہ اچھی بات کہنے کی نصیحت فرمائی اور زبان کو ہر قسم کی برائی، بدی اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی۔

معاشرے میں پائی جانے والی بدیوں کا ذکر کر کے حضور انور نے فرمایا کہ ایک احمدی جس کا یہ فرض ہے کہ وہ سوسائٹی کو پاک و صاف بنائے اُسے چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچائے اور مجھے امید ہے کہ عموماً احمدی اللہ کے فضل سے اس قسم کی برائیوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ تاہم اگر کسی میں ان کا کچھ شائبہ ہو تو اُسے پوری سنجیدگی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عہد بیعت کے مضمون کو پیش نظر رکھ کر اپنے اندر پاک تبدیلی کرنی چاہئے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی وجہ سے اسلامی تعلیم کا بہترین نمونہ بنائے اور اپنا حقیقی بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر پر حضور انور نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمارے جلسہ میں تشریف لا کر رونق بخشی۔

حضور انور کا یہ خطاب شام سوا چھ بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور نے جلسہ کی اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ اس موقع پر بچیوں نے اردو اور

مقامی زبان میں نظمیں پڑھیں۔ایک مقامی افریقن بچی نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا کلام

"خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

خوش الحانی سے پڑھ کرسنایا۔بعد میں اسکا ترجمہ لوگنڈا زبان میں نظم کی ہی صورت میں پیش کیا گیا۔حضور انور نے ان سب بچیوں میں قلم تقسیم فرمائے۔اس کے بعد حضور انور نے سب کوالسلام علیکم کہااور اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے آئے۔

آٹھ بجے حضور انور نے احمدیہ مسجد جنجہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پرتشریف لے آئے۔

21/مئی بروز ہفتہ 2005

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ نے احمدیہ مسجد جنجہ میں پڑھائی۔پروگرام کے مطابق آج بُوسیا(BUSIA)اور پھر وہاں سے آگے امبالے(MBALE) کے لئے روانگی تھی۔Jinja سے Mbale کا فاصلہ 140 کلومیٹر ہے۔

Busia میں مسجد کا افتتاح

صبح آٹھ بجکر 50 منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی۔گیارہ بجے حضور انور بوسیا پہنچے جہاں اس علاقہ کے احباب جماعت نے پُر جوش نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

حضور انور نے یہاں نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا افتتاح فرمایااور دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔اسکے بعد حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا اور فرمایا مسجد اچھی بنائی ہے۔حضور انور نے مسجد کے اندر Seiling Board لگانے کی ہدایت فرمائی اور میناروں کے بارہ میں فرمایا کہ ان کو بھی بہتر شکل میں بنائیں۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مشن ہاؤس کی عمارت کو بھی ٹھیک کریں۔

مسجد اور مشن ہاؤس کے احاطہ میں شامیانے لگا کر ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد حضور انور نے احباب جماعت اور آنے والے مہمانوں سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: آج آپ کی اس مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ نمازیوں سے بھرا رکھے۔یہ مسجدیں جو اللہ تعالیٰ کا گھر کہلاتی ہیں ان کا اپنا ایک مقام ہے۔اس مسجد کا جہاں یہ بہت بڑا مقصد ہے کہ اس میں آکر ایک خدا کی عبادت کی جائے وہاں اس کا ایک یہ بھی مقصد ہے کہ جماعت کا اتحاد اس سے ظاہر ہو اور ہمیشہ یہاں سے محبت و پیار کے پیغامات نکلیں اور علاقہ میں پھیلیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جس میں آپ لوگ شامل ہوئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند کو قبول کیا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب میرا مسیح ومہدی ظاہر ہو تو اُسے قبول کر لینا۔تو اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کے بعد ہم نے ان باتوں پر عمل کرنا ہے جو کہ صحیح حقیقی اسلام کی باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کر بیان کیں۔ایک لمبے عرصے سے ان تعلیمات پر جو گرد پڑ چکی تھی آپ نے خوبصورت کر کے ان تعلیمات کو بیان کیا ہے۔اب یہی باتیں آپ نے اپنے علاقہ میں دوسروں کو بھی بتانی ہیں ور ان تک پہنچانی ہیں۔قبول کرنا یا نہ کرنا ہر ایک کا ذاتی فعل ہے۔لیکن آپ نے یہ باتیں ضرور پہنچانی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یہ مسجد ایک علامت کے طور پر ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور محبت اور امن کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔تو بہر حال ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں اُس نے اللہ کے حکم کے مطابق اس کی عبادت کرنی ہے اور پانچوں وقت مسجد کو آباد کرنا ہے وہاں یہ بھی فرض ہے کہ خدا کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق دوسروں سے محبت و پیار کا سلوک کرنا ہے اور دوسروں کا خیال رکھنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضور انور نے فرمایا کہ جو مہمان یہاں آئے ہوئے ہیں اُن کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ جماعت کا پیغام ہمیشہ محبت اور بھائی چارے کا پیغام ہے۔فرمایا مجھے امید ہے کہ علاقے کے لوگ جہاں احمدی ان سے محبت و پیار کا سلوک کریں گے وہ بھی اس کا خیال رکھیں گے اور علاقے میں امن ومحبت کی فضا پیدا ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ چاہئے کہ خواہ احمدی ہوں یا دوسرے مسلمان فرقے ہوں۔عیسائی ہوں یا دوسرے مذاہب کے لوگ ہوں، سب ایک ہو کر، بھائی بھائی بن کر اس علاقے میں امن کی فضا قائم رکھیں گے اور ہمیشہ یہ یاد رکھیں گے کہ انسانیت کے مقام کو قائم رکھنا ہی انسان کا مقصد ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب گیارہ بجکر 25 منٹ پر ختم ہوئی۔دعا کے بعد علاقہ کے چیئرمین صاحب نے حضور انور کی خدمت میں وزیٹر بک پیش کی جس پر حضور انور نے درج ذیل نوٹ رقم فرمایا۔

The area seems peaceful ,May Allah keep this area peaceful and law abiding.May Allah enable the people of this area to always be loyal to the country, and give them strength to forgive each other .

اس کے بعد حضور انور نے اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

Mbale میں ورود

گیارہ بجکر 35 منٹ پر یہاں سے (Mbale)امبالے کے لئے روانگی ہوئی۔ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ امبالے پہنچے جہاں احباب جماعت ایک کثیر تعداد میں جمع تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس میں تشریف لے گئے۔سوا ایک بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

احمدیہ اسپتال امبالے کا معائنہ

دو بجکر 40 منٹ پر حضور انور نے "احمدیہ ہسپتال امبالے" کا معائنہ فرمایا۔احمدیہ ہسپتال امبالے جماعت کے کمپلیکس میں واقع ہے۔اس کمپلیکس میں ہسپتال کی خوبصورت عمارت کے علاوہ احمدیہ مسجد امبالے، مشن ہاؤس، ڈاکٹر صاحب کی رہائش اور کارکنان کے مکانات ہیں۔

حضور انور نے ہسپتال کے مختلف شعبہ جات، آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، فارمیسی، وارڈز، الٹراساؤنڈ، ایکسرے ڈیپارٹمنٹ اور کنسلٹیشن روم دیکھے اور ڈاکٹر صاحب اور ایڈمنسٹریٹر صاحب سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ہسپتال میں ایک احمدی بچہ زیر علاج تھا۔حضور انور نے اس کا حال دریافت فرمایااور کچھ تحفہ دیا۔

امبالے میں استقبالیہ تقریب سے خطاب

مسجد اور مشن ہاؤس کے احاطہ میں شامیانے لگا کر ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔حضور انور ہسپتال کے معائنہ کے بعد اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

تین بجے اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد امبالے ریجن کے ڈپٹی کمشنر نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ حضور انور کا یہ وزٹ ایک تاریخی وزٹ ہے اور آج کا دن امبالے کے لوگوں کے لئے ایک تاریخی دن ہے کہ حضور یہاں موجود ہیں۔ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ ہم حضور انور کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہاں امبالے میں اپنا ہسپتال کھولا ہے اور آپ سب کا بہت خیال رکھتے ہیں۔آپ کے ہسپتال کو ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔اس سہولت کی وجہ سے ہم بہت خوش ہیں۔ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ یہاں گورنمنٹ کے ہسپتال میں بعض سہولیات نہیں ہیں ہم آپ کے ہسپتال سے وہ سہولیات استعمال کرتے ہیں۔امبالے کے لوگ اور اس شہر کے اردگرد بسنے والے لوگ سب آپ کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔اور اب جو میٹرنٹی وارڈ تعمیر ہو رہا ہے اس کا بھی ہم بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔حضور انور نے فرمایا کہ ڈپٹی کمشنر نے احمدیہ مسلم جماعت کی کوششوں کو سراہا ہے اور صحت کے میدان میں جماعت کی خدمات کی تعریف کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہمارا ماٹو ہے۔ہمارا سلوگن ہے کہ ہم ہمیشہ ہر جگہ غرباء کی خدمت کے لئے تیار ہیں اور انسانیت کی اور خدا کی مخلوق کی مدد کے لئے تیار ہیں۔جہاں بھی ضرورت ہو ہم انشاء اللہ مدد کریں گے۔حضور انور نے فرمایا کہ میں یہاں کی لوکل ایڈمنسٹریشن کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو وہ ہر ضرورت کے وقت کرتے ہیں اور امید ہے آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔خدا کرے کہ اس ایریا کی ایڈمنسٹریشن بھی اپنے لوگوں کی خدمت کرے۔ان کو ہر لحاظ سے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی خدمت کا موقع دیا ہے۔پس وہ اپنے عوام کی خدمت کریں اور ان کی دعائیں لیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیوں نے اس زمانے کے امام کو قبول کیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اور آپ کی بیعت کی ہے۔پس اس کو ذہن میں رکھ کر اپنی زندگیاں آپس میں محبت و پیار سے گزاریں، بھائی چارہ کے ساتھ رہیں۔خدا تعالیٰ آپ سب کو اس علاقہ میں امن قائم کرنے کی توفیق دے۔آمین

امبالے احمدیہ اسپتال میں میٹرنٹی وارڈ کا سنگ بنیاد

اس کے بعد حضور انور میٹرنٹی وارڈ کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد دعا ہوگی اس میں آپ سب شامل ہوں۔

تین بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نے میٹرنٹی وارڈ کا سنگ بنیاد رکھا۔اسکے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے اینٹ نصب فرمائی، پھر علی الترتیب امیر صاحب یوگنڈا، ایڈمنسٹریٹر احمدیہ ہسپتال امبالے، ایڈیشنل وکیل التبشیر، ایڈیشنل وکیل المال، پرائیویٹ سیکرٹری، ڈاکٹر عبدالوحید، صدر مجلس انصار اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، نائب صدر لجنہ امبالے زون نے اینٹیں نصب کیں۔اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر اور تین واقفین نو بچوں عزیزم عبدالواسع، نصیر الدین اور قاسم احمد نے بھی اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل کی۔آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے ایڈمنسٹریٹر صاحب احمدیہ ہسپتال امبالے کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔حضور انور نے فرمایا جب میں بارہ سال قبل یوگنڈا آیا تھا تو چند دن یہاں مقیم رہا تھا۔

اس کے بعد حضور انور لجنہ کی طرف تشریف لائے جہاں بچیوں نے کورس کی شکل میں نظمیں پیش کیں۔حضور انور نے ان بچیوں میں قلم تقسیم فرمائے۔اس کے بعد چار بجے سہ پہر امبالے سے واپس Jinja کے لئے روانگی ہوئی۔7:30 بجے حضور انور Jinja پہنچے۔آٹھ بجے حضور انور نے احمدیہ مسجد جنجہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ: رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ ۹

نقشہ جات ملاحظہ فرمائے۔اس مسجد کا ڈیزائن اور نقشہ ایک مقامی آرکیٹیکٹ Steve Plamier نے تیار کیا ہے۔موصوف اس موقع پر موجود تھے۔انہوں نے حضور انور کی خدمت میں تفصیلی نقشہ جات پیش کئے اور مسجد کی تعمیر کے تعلق میں مختلف امور کی وضاحت کی۔حضور انور نے مسجد کا ماڈل اور نقشہ جات ملاحظہ فرماتے ہوئے آرکیٹیکٹ صاحب سے مختلف امور دریافت فرمائے اور تعمیری پلان کے بارہ میں مختلف استفسارات فرمائے۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج امریکہ کی جماعتوں پورٹ لینڈ، سیاٹل، سان فرانسسکو، لاس اینجلیز، مشیگن، میامی، واشنگٹن، ورجینیا، اور میری لینڈ سے آنے والی 65 فیملیز 287 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ان ملاقات کرنے والوں میں بعض فیملیز تین ہزار میل سے زائد کا سفر طے کر کے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ملاقاتوں کا یہ سلسلہ پونے دس بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور مع ممبران قافلہ مکرم افضل محمود صاحب کے گھر رات کے کھانے پر تشریف لے گئے۔یہاں سے رات گیارہ بجے حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لائے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بچپن کے خودنوشت حالات

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے خودنوشت ابتدائی حالات (مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲/ اگست ۲۰۰۴ء) گزشتہ شمارہ سے اس کالم میں ہدیۂ قارئین کئے جارہے ہیں۔

احمدیہ سکول کی آخری کلاس مولوی فاضل تھی جو یونیورسٹی کا امتحان ہوتا تھا۔ میں اس امتحان میں اول نمبر پر آیا تھا۔ اباجان پالم پور پہاڑ پر تشریف فرما تھے۔ نتیجہ سن کر آپؓ بہت خوش تھے۔ آپؓ نے اگلے دن چند میل دُور ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک پکنک کا انتظام کیا۔ میں تو عشاء کی نماز کے بعد سو گیا تھا۔ صبح میری امی جان نے مجھے بتایا کہ تمہارے ابّا تقریباً ساری رات ہی پکنک کے لئے کھانے پکوانے اور نگرانی میں لگے رہے ہیں اور ایک میٹھا کھانا خود بھی پکایا ہے۔ مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی اور میں نے عہد کیا کہ ایسے باپ کی مرضی کے خلاف میں کبھی کوئی حرکت نہ کروں گا۔

اس پکنک کے موقع پر اباجان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس خوشی میں ایک مشاعرہ بھی منعقد کیا جائے گا جس میں سارا عملہ اور پہریدار وغیرہ بھی اپنی نظمیں سنائیں گے اور جس کی نظم سب سے اچھی ہوگی اس کو میں انعام دوں گا۔ دو جج مقرر ہوگئے۔ قافلہ میں ایک پٹھان عبد الاحد خانصاحب تھے اور اباجان کے فدائی، جان نثار اور بے حد پیار کرنے والے تھے۔ انہوں نے معذرت کی میں تو اردو بھی ٹھیک بول نہیں سکتا۔ اباجان کے اصرار پر انہوں نے یہ شعر کہے:

ڈپٹی کمشنر قد آور چاہئے
اور حضرت کا غلام در چاہئے
کس نے پہنایا اس کو کوٹ پتلون
اس کو تو پالانِ خر چاہئے

اُن دنوں ڈپٹی کمشنر چھوٹے سے قد کا موٹا انگریز تھا۔ ججوں کا فیصلہ خانصاحب کے حق میں تھا چنانچہ اباجان نے نقد انعام انہیں دیا۔

گرمیوں کے موسم میں حضورؓ دو تین ماہ کے لئے پہاڑ پر ضرور جاتے۔ سیر وسیاحت کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ گرمی میں اتنا کام نہیں کیا جاسکتا جتنا ٹھنڈے مقام پر۔ ایک بار ایک مربی جن کو ملک سے باہر بھجوانا تھا، روانگی سے قبل ہدایات لینے ڈلہوزی آئے۔ ان کو رخصت کرنے کے لئے آپؓ بسوں کے اڈہ تک تشریف لائے۔ وہاں اباجان کی نظر اس وقت کے ناظر تعلیم وتربیت کے ایک قریبی عزیز پر پڑی جو شیو کئے ہوئے تھے اور حضورؓ کی موجودگی میں ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔ آپؓ نے ناظر صاحب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ تعلیم و تربیت کیا صرف دوسروں کے لئے ہے؟

ابّاجان نے مجھے کسی کھیل سے بھی منع نہیں فرمایا۔ قادیان میں ہاکی، کرکٹ، والی بال کھیلے جاتے تھے۔ کرکٹ عموماً چھٹی کے دن کھیلی جاتی تھی جس کے لئے ہائی سکول اور احمدیہ سکول کی مشترکہ ٹیم تھی اور دوسری ٹیم دونوں سکولوں کے علاوہ اُن کی ہوتی تھی جو کرکٹ کھیلنا جانتے تھے۔ برسات کے موسم اور سردیوں میں بھی عصر کے بعد نوجوانوں کے لئے کھیل کھیلنا لازمی تھا۔ مثلاً کبڈی، میروڈبہ وغیرہ۔ نوجوانوں میں آوارگی کا رجحان بالکل نہ تھا۔

حضرت اباجان نے ایک احمدیہ ٹورنامنٹ کا انعقاد بھی فرمایا تھا جو تین روز کیلئے ہوتا تھا۔ احمدیہ سکول اور ہائی سکول کی ہاکی ٹیم کا میں کپتان تھا۔ ان کھیلوں میں ہاکی، فٹ بال، والی بال، رسہ کشی اور دوڑیں شامل تھیں۔ آپؓ خود بھی میچ دیکھنے تشریف لاتے۔ اس طرح دونوں ٹیموں میں مقابلہ بڑے جوش سے ہوتا۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر انعامات بھی آپؓ خود تقسیم فرماتے۔ کھیلوں کے مقابلوں کے علاوہ گرمیوں میں نہر کا ٹرپ بھی ہوتا۔ مجھے بھی آپؓ نے خود تیرنا سکھایا۔ نہر پر تیراکی کے مقابلے ہوتے جن میں خود بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ آج مقابلہ ہوگا کہ کون سب سے دُور تک نہر میں بغیر زمین پر پیر لگائے تیرے گا۔ ایک سو کے قریب نوجوان اور بڑے بھی مقابلہ میں نہر میں اُترے۔ جو شامل نہ ہوئے تھے وہ کنارے پر ساتھ چلتے جارہے تھے۔ جو تھک جاتے تھے نہر سے باہر آجاتے تھے۔ مگر اباجان لگاتار تیرے جارہے تھے۔ آپ سب سے آخر میں نہر سے باہر نکلے اور تقریباً ایک میل تک زمین پر پاؤں لگائے بغیر تیرتے رہے۔

ایک روز آپؓ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ہاکی کے ایک میچ کا انتظام کرو جس میں ایک ٹیم مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے بہترین کھلاڑیوں پر مشتمل ہو اور دوسری طرف مغل کھلاڑی۔ ہاکی کھیل سکنے والے گیارہ مغل نوجوان نظر نہیں آتے تھے۔ ہم چار پانچ ہاکی اچھی کھیل سکتے تھے، باقی صرف خانہ پری تھی۔ میچ دیکھنے کے لئے اباجان خود تشریف لائے۔ میچ شروع ہوا تو پہلے ہاف میں ہم تین گول سے ہار رہے تھے۔ میں مغل ٹیم کا کپتان تھا۔ وقفہ میں مَیں نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ مجھے تو بڑی شرم آرہی ہے۔ اب فارورڈ اور بیک دونوں پوزیشنیں ہم چار پانچ سنبھال لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے دوسرے ہاف میں چار گول کر دیئے اور اس طرح ہم ایک گول سے جیت گئے۔

قادیان کی ہاکی ٹیم پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ملک کے مختلف شہروں میں ہاکی میچ کھیلنے کی تجویز ہوئی۔ میں ہی کیپٹن تھا۔ پہلا میچ خالصہ کالج امرتسر کی ٹیم سے تھا۔ اس کے بعد متعدد شہروں میں کھیلنے کا موقع ملا۔ ہم نے سوائے لدھیانہ کے سب میچ جیتے۔ لدھیانہ میں میچ انگریزی فوج کے ٹریننگ سنٹر میں تھا۔ سارے انسٹرکٹر انگریز تھے۔ افسر اعلیٰ بھی انگریز جنرل تھا۔ ان دنوں اس جگہ "دھیان چند" نامی ایک فوجی ہندوستان کا ہاکی کا بہترین کھلاڑی تھا۔ کہتے ہیں کہ اُس سے بہتر کھلاڑی کبھی پیدا نہیں ہوا۔ یہاں ہم میچ پانچ گول سے ہارے۔ انگریز افسران میچ دیکھنے گراؤنڈ میں موجود تھے۔ ان کے جنرل کمانڈنگ آفیسر نے مجھ سے خواہش کی کہ آپ ایک رات یہاں ٹھہر جائیں، اگلے دن پھر ایک میچ ہو جائے۔ آپ کی ٹیم جیسی اعلیٰ ہاکی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ہمارا آخری میچ ہمارا علی گڑھ یونیورسٹی سے تھا۔ ہندوستان کے سب انگریزی اخباروں میں ہماری ٹیم کی تعریف لکھی گئی۔ ہندوستان کے اکثر اخباروں نے جلی سرخیوں میں ٹیم کی تعریف کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ یہ عجیب لوگ ہیں دن میں ہاکی کے میچ کھیلتے ہیں اور رات کو جلسے کر کے دعوت الی اللہ کرتے ہیں۔

قادیان کے قریب ایک گاؤں "نواں پنڈ" ہماری جائیداد میں سے تھا۔ اباجان نے وہاں ٹینس کورٹ بنوایا ہوا تھا۔ عصر کے بعد وہاں ٹینس کھیلنے جاتے اور مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ پندرہ بیس منٹ کے لئے مجھے ریکٹ دیدیتے کہ اب تم کھیلو۔ آپؓ انگلستان کے بنے ہوئے "ڈوھرٹی ریکٹ" سے کھیلتے تھے جو اس زمانہ میں سب سے اچھا سمجھا جاتا تھا۔ انہی دنوں آپؓ نے ایک ریکٹ منگوا کر میرے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو دیا۔ حالانکہ وہ اباجان کے ساتھ کبھی ٹینس کھیلنے کے لئے نہیں گئے تھے۔ مجھے جب اس کا علم ہوا تو میں نے ایک ملازمہ کے ہاتھ اباجان کو خط لکھ کر بھجوایا کہ آپ نے بھائی کو ریکٹ منگوا کر دیا ہے مجھے نہیں۔ مجھے حدیث یاد ہے کہ کسی صحابیؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے کو گھوڑا لے کر دیا ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ دوسرے بیٹے کو بھی دیا ہے؟ اس جواب پر کہ صرف بڑے کو دیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ یا تو دوسرے بیٹے کو بھی خرید کر دو یا جس کو دیا ہے اس سے بھی واپس لے لو۔

ملازمہ واپس آئی تو کہنے لگی کہ آپؓ نے خط پڑھ کر رکھ لیا ہے، کہا کچھ نہیں۔ اگلے ہی دن آپؓ دفتر سے گھر واپس آئے تو ہاتھ میں ایک ڈوھرٹی ریکٹ پکڑا ہوا تھا جو مجھے دے کر کہا کہ اسے میں نے لاہور آدمی بھجوا کر تمہارے لئے منگوایا ہے۔

گرمیوں کے موسم میں زیادہ تر ڈلہوزی پہاڑ پر جاتے تھے۔ وہاں انگریز فوجیوں کی ایک چھاؤنی بھی تھی۔ ایک مرتبہ ایک انگریز جنرل نے آپؓ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو آپؓ نے اُسے چائے پر مدعو کیا۔ چائے کے لئے کھانے کا سامان ایک یورپین ہوٹل سے منگوایا گیا۔ اس میں سے کافی بچ گیا۔ پرائیویٹ سیکرٹری نے وہ سامان اباجان کو بھجوا دیا جو آپؓ نے اسی کارکن کے ہاتھ واپس بھجوادیا اور پرائیویٹ سیکرٹری کو بلا کر ڈانٹا کہ یہ جماعت کے روپیہ سے منگوایا گیا تھا، آپ کو کیسے جرأت ہوئی مجھے بھجوانے کی۔ جماعت کے روپیہ سے خریدا گیا سامان مَیں اپنے اور اپنے بچوں کے لئے جائز نہیں سمجھتا، یہ کارکنوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس واقعہ سے مجھے بھی سمجھا دیا کہ جماعت کے اموال کی حفاظت کرنی ہے اس طرف نظر بھی نہیں کرنی۔

مختلف اوقات میں آپ نے میری تربیت کے لئے جو ارشادات فرمائے۔ ان میں غریبوں کی عزت، ان سے ہمدردی، حسب توفیق ان کی مدد، یتامیٰ سے برابری کا سلوک، جھوٹ سے پرہیز نیز یہ بھی فرمایا کہ غریب انسان بھی اگر تمہیں ملنے کے لئے آئے تو اس کو کھڑے ہو کر ملنا ہے۔ ہر ایک کو خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہنے میں پہل کرنے کی کوشش کرتے رہنا۔ یہ آپس میں پیار و محبت کا بہت مؤثر ذریعہ ہے۔

ایک مرتبہ آپؓ نے ہم تین چار بھائی بہن جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے تھے، کو عشاء کی نماز کے بعد آپ کے پاس آنے کا حکم دیا اور ہمیں ایک کہانی سنانی شروع کی جو کئی ماہ تک جاری رہی۔ کہانی کا لفظ تو دراصل بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تھا۔ دراصل یہ کہانی کلیتہً تربیتی پہلو لئے ہوئے تھی۔ جس سے دینی تعلیم کے مختلف پہلو ایسے اجاگر ہوئے جو اس عمر میں کتابیں پڑھنے سے نہ ہو سکتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ اب میں عشاء کی نماز کے بعد درس دوں گا، تم سب بغیر ناغہ کے شامل ہوگے۔ پھر بہت تفصیل کے ساتھ ہمیں ہر قسم کے آداب اور تربیتی پہلوؤں کی طرف متوجہ کیا اور انسانی زندگی اور ہماری ذمہ داریوں کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

ماہنامہ "مصباح" اگست ۲۰۰۴ء کی زینت محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یاں کوئی کسی کا میت نہیں دنیا کا یہی دستور ہوا
پھر دل کیوں روگ لگا بیٹھا اس کارن کیوں رنجور ہوا
ہونٹوں پہ مدھر مسکان لئے اک شخص تھا بزمِ یاراں میں
دکھ کا نہ کسی کو بھید دیا ، اندر سے چکنا چور ہوا
شیشے کی طرح سے رکھا تھا پر دل کا مقدر کیا کہئے
جو چوٹ لگی گہری ہی لگی جو وار ہوا بھرپور ہوا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday , June 24, 2005 Issue No. 25

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یوگنڈا میں ورود مسعود، ایئرپورٹ پر منسٹر آف سٹیٹ نے Welcome کیا۔ ہزاروں افراد کی طرف سے پُر جوش والہانہ استقبال

ہم امن پر یقین رکھتے ہیں اور امن کا ہی پیغام دیتے ہیں۔ (یوگنڈا میں ایئرپورٹ پر پریس کانفرنس)

والدین اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے بچے دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کریں۔ محنت کریں اور خدا سے لَو لگائیں۔

احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ کردار کے اچھے ہوں اور ہر قسم کی بدیوں سے دور بھاگنے والے ہوں

بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہمارا ماٹو ہے۔ ہم ہمیشہ ہر جگہ انسانیت کی اور خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے تیار ہیں

ایئرپورٹ پر پریس کانفرنس، کمپالا میں استقبالیہ تقریب سے خطاب، حکومتی نمائندوں کی ملاقات، Mibikko میں احمدیہ سکول کا معائنہ اور حاضرین سے خطاب
Kasambira میں استقبالیہ تقریب میں خطاب، خطبہ جمعہ اور جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوگنڈا سے افتتاحی واختتامی خطابات
BUSIA میں مسجد کا افتتاح، MBALE میں احمدیہ ہسپتال کا معائنہ میٹرنٹی وارڈ کا سنگ بنیاد اور استقبالیہ تقریب سے خطاب۔

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن

17 رمئی بروز منگل 2005

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سلام (دارالسلام) میں پڑھائی۔

پروگرام کے مطابق آج تنزانیہ سے یوگنڈا کیلئے روانگی تھی صبح آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہوٹل MOVIN PICK سے انٹرنیشنل ایئر پورٹ دارالسلام کے لئے روانہ ہوئے۔ سوا آٹھ بجے حضور انور ائیر پورٹ پر پہنچے۔ حضور انور کی ایئر پورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور امیگریشن کا کاروائی مکمل کی جا چکی تھی۔ ایئر پورٹ پر صبح سے ہی حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جب حضور انور ائیر پورٹ پر پہنچے تو احباب جماعت نے والہانہ انداز میں نعرے لگائے۔ حضور انور احباب جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے نعروں کا جواب دیا۔ اسکے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ ایئر پورٹ پر لاؤنج میں انتظار کے دوران وزیر ٹرانسپورٹ اور کمیونیکیشن سے بھی ملاقات ہوئی جو اپنی فیملی کے ساتھ اسی فلائٹ پر یوگنڈا آرہے تھے۔ حضور انور کی ان کے ساتھ عمومی ڈسکشنز اور جماعت کے بارہ میں باتیں ہوتی رہیں۔

تنزانیہ میں قیام کے دوران تمام سفروں میں پولیس کی گاڑیوں نے حضور انور کے قافلہ کو ESCORT کیا اور بڑی مستعدی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دی۔ یوگنڈا اترنے پر جہاز کے پائلٹ نے اعلان کیا کہ وزیر موصوف آرہے ہیں اس لئے ان کو پہلے اترنے دیا جائے۔ لیکن وزیر موصوف حضور انور کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور حضور انور سے کہنے لگے کہ پہلے آپ اتریں گے تو میں اتروں گا۔

مخصوص یونیفام میں ملبوس سیکورٹی ٹیم کے چاق وچوبند خدام کی گاڑی بھی تمام سفروں میں مسلسل قافلہ کے ساتھ رہی۔ تنزانیہ میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی گاڑی ڈرائیو کرنے کی سعادت مکرم ابو بکر صاحب کو عطا ہوئی۔

تنزانیہ ائیر ویز کی پرواز TC7906 اپنے وقت کے مطابق نو بجکر دس منٹ پر براستہ KILIMANJORO کلمنجارو، کمپالہ یوگنڈا کے روانہ ہوئی۔

اور کلمنجارو میں نصف گھنٹہ کے STAY کے بعد یوگنڈا کے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے انٹرنیشنل ENTEBBE ائیرپورٹ پر اتری۔

جہاز کی سیڑھیوں پر مکرم یاسین ربّانی صاحب امیر جماعت و مبلغ انچارج یوگنڈا نے چند جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوگنڈا نے اپنے وفد کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لائے۔ جہاں حکومت یوگنڈا کی طرف سے منسٹر آف سٹیٹ فار فارن افیئرز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ حضور انور نے منسٹر کو بتایا کہ میں 12 سال بعد یوگنڈا آیا ہوں۔ اس پر منسٹر نے کہا کہ اب آپ اس ملک میں تبدیلی دیکھیں گے۔ منسٹر کے دریافت کرنے پر حضور انور نے لندن میں اپنے قیام اور مسجد بیت الفتوح کی تعمیر کے بارہ میں بتایا۔ انڈونیشیا میں آنے والے زلزلہ اور ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے کی جانے والی خدمت کا بھی ذکر ہوا۔

پریس کانفرنس

VIP لاؤنج میں پریس کانفرنس ہوئی جس میں حضور انور نے TV، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس سوال کے جواب میں کہ یوگنڈا کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے۔ حضور انور نے فرمایا اہل یوگنڈا کیلئے میرا یہ پیغام ہے کہ

LOVE, LOVE AND LOVE
PEACE, PEACE AND PEACE

حضور انور نے فرمایا

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE ہمارا سلوگن ہے۔ حضور انور نے فرمایا 178 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ ہر جگہ ہمارا یہی پیغام ہے کہ LOVE WITH EACH OTHER۔ فرمایا زندگی بہت مختصر ہے زیادہ سے زیادہ سو سال تک ہو سکتی ہے اس لئے یہی پیغام ہے کہ اپنی زندگی میں ایک دوسرے سے محبت کریں۔

اس سوال کے جواب میں کہ یوگنڈا میں آپ کا مشن کیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں یوگنڈا میں بڑی تعداد میں احمدی ہیں، ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہاں ہمارے بعض پراجیکٹ ہیں ان کا جائزہ لینا ہے کہ کس طرح چل رہے ہیں ان میں مزید کیا بہتری لائی جا سکتی ہے۔ یہاں کے مسائل کا جائزہ لینا ہے کہ ہم ملک کی بھلائی اور یہاں کے لوگوں کی بھلائی کی لئے کیا کر سکتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کی Basic Teachings کیا ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا ایک خدا پر ایمان ہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر ایمان ہے۔ قرآن کریم پر ایمان ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جس امام مہدی نے چودھویں صدی میں آنا تھا وہ آ چکا ہے۔ اُس کی آمد کے ساتھ جو نشان تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ ہم اَمن پر یقین رکھتے ہیں اور اَمن کا ہی پیغام دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار سے رہیں اور اَمن کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

ایک سوال کے جواب میں اپنی Private Life کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ کسی کی Private Life میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ پھر حضور انور نے فرمایا کہ میں شادی شدہ ہوں۔ میری اہلیہ ہیں اور دو بچے ہیں اور نواسہ اور نواسی بھی ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے آپ کا کیا تعلق ہے یا کیا سمجھتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ وہ خدا کے ایک نبی تھے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو آگے پھیلایا۔

کشمیر کے تعلق میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ کشمیریوں کا حق ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارہ میں فیصلہ کریں۔

جہاد کے تعلق میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حکومت کے بغیر تلوار اٹھاتا ہے تو یہ جہاد نہیں ہے۔ تلوار کے جہاد کا وقت اب گزر چکا ہے۔ اب جہاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔ تبلیغ کریں۔ محبت، امن پھیلائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ کس طرح آپ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے نیک بن سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ دہشت گردی اور بم باندھ کر خودکشی اور معصوم لوگوں کا مارنا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جہاد کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ لڑائی کے دوران بوڑھوں کو نہیں مارنا، عورتوں اور بچوں کو نہیں مارنا، معصوم لوگوں کی جان نہیں لینی اور کسی سے زیادتی نہیں کرنی۔

ائیر پورٹ پر والہانہ استقبال

پریس کانفرنس کے بعد حضور انور VIP لاؤنج سے باہر تشریف لائے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ یوگنڈا کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے تین ہزار سے زائد احباب مرد و خواتین، بچوں بوڑھوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑے والہانہ انداز میں پُر جوش استقبال کیا۔ ان لوگوں کی خوشی قابل دید تھی۔ ان لوگوں نے پہلی بار اپنے سامنے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ ہر طرف سے مسلسل نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا کی آوازیں بھی ہر طرف سے آرہی تھیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں استقبالیہ اور خیر مقدمی الفاظ پر مشتمل جھنڈے تھے جن کو وہ مسلسل نعروں کے ساتھ فضا میں لہرا رہے تھے۔ بڑا ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ حضور انور نے اپنے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں